مِعراجُ الرَّسُول

یعنی

عُرُوجٌ اِلیٰ اَصلِہِ المَقبُولِ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الفقیہ الحکیم السیّد محمد احسنؔ زیدی (مجتہد)

ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس

www.insaaniat.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عنوان نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
1	قرآن کریم میں رسولؐ کریم	1
2	ہماری چند بنیادی اور اصولی باتیں ذہن میں رکھیں۔	1
3	محمدؐ اور اجزائے نور محمدؐ کا فلک الافلاک اور عرش تک جانا قابل تعجب نہیں ہے ان کو زمین پر رکھنا اور روکنا قابل تعجب ہے۔	2
4	معراج سے متعلق مختلف علما کے بیانات اور تصورات۔	3
☆	(الف) علامہ مودودی معراج کو جسمانی مانتے ہیں۔	3
5	معراج پر تفسیر احسن التعبیر کے چند اقتباسات اور تشریحات۔	6
☆	(1) جسمانی معراج کی تصریح قرآن میں مان لی گئی تو منکرین علامہ کے فتویٰ سے کافر ہیں۔	7
☆	(2) مسجد اقصیٰ بیت المعمور ہے اور وہ ہر آسمان پر بطورِ کعبہ عبادت کا مرکز ہے۔	7
☆	علامہ مودودی کی تشریح، بیت المعمور کیا ہے؟	8
☆	(3) جس کائنات کی حضورؐ کو سیر کرائی گئی اسکے متعلق مودودی کا بیان اور حیرت۔	10
☆	(4) علامہ شاہ محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی اور معراج کی تفصیل۔	11
☆	(5) علامہ ابوالکلام آزاد اور معراج (17/1) کا ترجمہ اور تشریح؟	13
☆	(6) علامہ کے قیاسات پر تنقید اور حقیقی مقصود و معراج اور آیات۔	14
6	آیات دیکھانے کیلئے آسمانوں پر لیجانا غیر ضروری تھا۔ کوئی ایسا مقصد ہونا ضروری ہے جو خاتم النبیّن ؐ کی ضرورت پر موزوں ہو۔	14
☆	(1) علامہ مودودی قرآن میں معراج کی تفصیلات کے منکر ہیں۔	14
☆	(2) مودودی نے جھوٹ بولا کہ قرآن میں اور کوئی تفصیل نہیں ہے۔ اور خیانت بھی کی ہے جو قریشی علما کی قدیم سنت ہے۔	15
☆	(3) علامہ کا صحیح ترجمہ بھی دیکھ لیں اور قرآن میں معراج کی تفصیل بھی ملاحظ ہو۔	15
☆	(4) زمین بھی آیات خداوندی سے بھری پڑی ہے۔	16

7 مقصدِ معراج ہمارے قارئین سورہ والنجم کی متعلقہ آیات پڑھ کر خود کر سکیں تو بہتر ہوگا 18

☆ (1) علامہ مودودی کے ترجمہ میں کچھ بڑی خیانتیں 21

☆ (2) ہمارا ترجمہ 22

8 مقصدِ معراج رسولؐ کو عطا کئے جانیوالے جسم کی جانچ اور تصدیق اور تعارف اور قُربِ خداوندی تھا۔ 23

☆ (1) علامہ محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی اور معراج اُن کا ترجمہ اور تشریحات اور سُنیوں کے صحیح معتقدات۔ 24

☆ (2) معراج کے سلسلے میں اس ترجمہ اور تشریح پر چند مزید وضاحتیں 32

9 سوانح عمری: رسولؐ مقبول: مولوی محمد صالح صوفی نے معراج پر جو بیانات لکھے اُن میں قریشی عقائد۔ 32

☆ (1) محمد صالح صوفی کا ترجمہ (سورۃ النجم) 33

☆ (2) چونتیس معراجوں کا ہونا (صوفی) 33

☆ (3) معراج کے اس بیان (صوفی) پر سرسری تنقید؟ 35

10 تاریخِ طبری سے معراج قریشی ذہن سے مطابقت۔ 36

انبیاء سے ملاقات؛ 36

سدرۃ المنتہیٰ؟ (بیری کا درخت) 37

☆ (1) قُریشی گھٹیا عقائد پر ایک نظر 38

11 تاریخِ آحمدی، خان بہادر شیخ آحمد حسین اور معراج؟ 39

☆ (1) تاریخ احمدی کے کچھ امر پر ایک نظر۔ 40

12 تاریخ اسلام، مرتبہ ایس ذاکر حسین جعفر میں معراج کس صورت میں اور کتنا ہے؟ 40

13 معراج کے منکرین سے تعارف، معراج کا حال، اسوۃ الرسول فوق بلگرامی سے۔ 41

14 علامہ عمار علی صاحب تفسیر عمدۃ البیان سے معراج شیعی نقطہ نظر سے 44

☆ (1) سوسال قدیم اُردو کو روزمرّہ کی زبان میں لکھنا مفید ہوگا۔ 45

☆	(2)	سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کی تفسیر و ترجمہ دوبارہ سُنیئے ؛	45
15		معراج الرسول ؑ ؛ حیات القلوب ؛ محمد باقر مجلسی کا جمع کردہ ذخیرہ	60
☆	(1)	آنحضرت ؑ کے معراج کا بیان۔	60
☆	(2)	معراج کی آیات	61
☆	(3)	سورۂ والنجم معراج سے متعلق ہے۔	62
☆	(4)	محمد باقر مجلسی نے ترجمہ میں دل کھول کر اضافہ کیا ہے اور غلط ترجمانی میں قریشی علماء سے بازی لے گئے۔	63
☆	(5)	علامہ مجلسی سے بہتر اور صحیح العقیدہ لوگ موجود رہتے چلے آئے ہیں۔	63
☆	(6)	یہ محدث کہلانے والا حقیقی مجتہد (مجلسی) بلا دلیل اللہ کی نفی کرتا ہے اور جبرئیل کو دو، دوبار دِکھاتا ہے۔	65
☆	(7)	معراج کا ایک سو بیس مرتبہ واقع ہونا مان لیا ہے۔	65
☆	(8)	شیعوں میں شامل رہنے کیلئے مجتہدین ولایت و امامت کا اقرار کرتے ہیں۔	65
☆	(9)	باقر مجلسی، جبرئیل کی طرفداری میں۔	66
☆	(10)	یہاں مجلسی نے بجبوری اللہ سے محمد ؑ کے قُرب کو قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی سے مانا	66
☆	(11)	مختلف روایات لکھتے جاتے ہیں اس دوران حق پوشوں کے عقائد پر نظر رکھیئے۔	66
☆	(12)	ایک اور ترکیب اور اس کا خوبصورت دفاع ؟	67
☆	(13)	آنحضرت ؑ کی آنکھیں عام و خاص انسانوں ایسی نہ تھیں۔	68
☆	(14)	روایات کا نچوڑ آپ کے سامنے سے گذر رہا ہے۔	72
16		معراج الرسوؑل کی تمام روایات اور آیات پر ہماری آخری نظر اور فیصلہ۔	76
17		کسی ایک مقام پر اور کسی ایک مکان میں اللہ کا ہونا اور دیکھا جانا، علامہ مودودی سے سُنتے چلیں۔	77
☆		علامہ مودودی کی تشریح، عرش تخت حکومت ؛	77
18		اللہ کی تجلیات سے ہزار درجے بڑھ کر نورِ محمدی ؑ ہے، اللہ نے اپنے اسی نور کو عرش پر مرتکز کیا تھا۔	78

19	کیا آپ میں سے کسی کو لوگوں کے سامنے یہ کہنے کی ضرورت کبھی پیش آئی ہے کہ میں تم ایسا بشر ہوں؛	80
20	اللہ نے محمدؐ و آلِ محمدؐ سے دور رہنا پسند نہ کیا اور خود کو خود ہی محدود قرار دے کر اپنے پیاروں میں آ رہا۔	80

(1) قرآن کریم میں رسولؐ کریم

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ o (17/1)

علامہ مودودی کا ترجمہ:

''پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے دور کی اُس مسجد تک جسکے ماحول کو اُس نے برکت دی ہے، تا کہ اُسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے۔ حقیقت میں وہی ہے سب کچھ سُننے اور دیکھنے والا۔'' (تفہیم القرآن جلد 2 صفحہ 590-588)

ہمارا ترجمہ:

''تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہے وہ ہستی جو اپنے بندے کو بوقتِ شب مسجد حرام سے بہت دُور والی اُس مسجد تک لے گیا جو مقامِ تحقیق و مشاہدہ ہے اور جس کے ماحول کو ہم نے برکت انگیز بنا رکھا ہے۔ تا کہ اپنے بندے کو اپنی آیات کا ملاحظہ کرائے اور وہ ہستی تو یقیناً سماعت و بصارت کا مجسمہ ہے''۔

(2) ہماری چند بُنیادی اور اصولی باتیں ذہن میں رہیں

قرآنِ کریم اور بیاناتِ معصومینؑ سے ثابت ہے کہ محمدؐ و علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ اور باقی آئمہ اہل بیت علیہم السلام کو اللہ نے اپنے نور سے پیدا کیا تھا اور تخلیقِ کائنات وعرش وکرسی ولوح وقلم کو پیدا کرنے سے کروڑوں اور عربوں سال پہلے تک ان حضرات علیہم السلام کو اپنے نوری قُرب اور حجابوں میں رکھا تھا اور اُن حضراتؑ کی تخلیق کا مقصد اپنے ظہور اور تعارف کو قرار دیا تھا۔ چنانچہ نوعِ انسان سے تعارف کیلئے ان حضراتؑ کو وہ سامان عطا کیا تھا جس سے

وہ انسانوں کیلئے قابلِ دید ہو جائیں اور وہ اُنہیں اپنے مثل بشر سمجھنے میں شک نہ کرسکیں۔ تخلیق کے ان مراحل کو طے کرانے میں بہت سے زمانے صرف ہوئے اور بہت سی حیران کُن صنّاعیاں اللہ نے ان حضراتؑ کی تخلیق میں استعمال فرمائیں۔ لہٰذا ضروری ہوگیا کہ ملائکہ اور ملاء اعلیٰ کے باشندوں کو اس موجودہ جسم سے متعارف کرایا جائے تاکہ وہ متعلقہ خدمات انجام دینے میں غلطی نہ کریں اور اس تبدیل شدہ ہیئت کو پہچان سکیں اور مطمئن رہیں اور ساتھ ہی نورانی اجسام کو عطا شدہ اعضاء کے ساتھ آسمانوں اور ملاء اعلیٰ میں نقل و حرکت کی عادت اور طریقہ کی تعلیم دی جائے۔ چنانچہ احادیث معصومینؑ کی رُو سے اس مشہور معراج کے علاوہ ایک سو اکیس (121) مرتبہ اور معراجیں ہوئی ہیں تاکہ انسانی معیار پر بھی صعود و نزول کی مشق و مہارت ہو جائے اور زمین اور افلاک میں نقل و حرکت سے مانوس ہو جائیں۔

(3) محمدؐ اور اجزائے نورِ محمدؐ کا فلک الافلاک اور عرش تک جانا قابلِ تعجب نہیں ہے۔ اُن کو زمین پر رکھنا اور روکنا قابلِ تعجب ہے؛

تمام گیسیں (Gases) بلا کسی مدد کے بلند ہوتی چلی جاتی ہیں۔ دھواں بلند ہوتا ہے۔ آگ کا شعلہ پرواز کیلئے تیار نظر آتا ہے۔ اِن چیزوں کو زمین پر روکنے اور رکھنے کیلئے موزوں ترین سامان اور انتظام کیا جاتا ہے ورنہ تمام فلکی چیزیں آناً فاناً بلند ہو کر اپنے مرکز کی طرف چلی جائیں۔ لہٰذا اُن کا بلند ہونا قابلِ تعجب نہیں بلکہ اُن کا زمین پر رُکے رہنا قابلِ تعجب ہے۔ یہی حال ہے تمام نوری چیزوں کا۔ چنانچہ نورِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کو زمین پر رکھنے اور روکنے کیلئے اللہ نے اپنی صنّاعی کا شاہکار برسرِ کار رکھا ورنہ وہ ایک سیکنڈ کیلئے بھی زمین پر نہ رہ سکتے تھے۔ اُن کو خدائی قوت نے یہاں روکا اور ہمیں موقع دیا کہ انہیںؐ دیکھ سکیں اور اُنؐ کے وسیلے سے اللہ کو اور اُس کی قدرت کو سمجھ سکیں۔ اور اُن کی مدد سے عرش تک بلند ہو سکیں۔

(4) معراج کے متعلق مختلف علما کے بیانات اور تصورات؛

سب سے پہلے ہم علامہ مودودی کو نمبر دیتے ہیں۔ اور جہاں ضرورت ہوگی وہاں اُن کے بیان پر تنقید کر کے بات کو واضح کریں گے۔

الف۔ علامہ مودودی معراج کو جسمانی مانتے ہیں؛

آپ نے علامہ مودودی کا ترجمہ دیکھ لیا ہے۔ وہ اپنی پہلی تشریح میں لکھتے ہیں کہ:

''1: یہ وہی واقعہ ہے جو اصطلاحاً ''معراج'' اور ''اسرا'' کے نام سے مشہور ہے۔ اکثر اور معتبر روایات کی رُو سے یہ واقعہ ہجرت (مدینہ) سے ایک سال پہلے پیش آیا۔ حدیث اور سیرت کی کتابوں میں اس واقعہ کی تفصیلات بکثرت صحابہ سے مروی ہیں جن کی تعداد 25 تک پہنچتی ہے۔ اُن میں مفصّل ترین روایات حضرت انسؓ بن مالک، حضرت مالک بن صَعْصَعہؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت ابوہُریرہؓ سے مروی ہیں۔ اِن کے علاوہ حضرت عمرؓ، حضرت علیؑ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابوسعید خُدریؓ، حضرت خذیفہؓ بن یمان، حضرت عائشہؓ اور متعدد دوسرے صحابہؓ نے بھی اس کے بعض اجزاء بیان کیے ہیں۔ قرآن مجید یہاں صرف مسجدِ حرام (یعنی بیت اللہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک حضورؐ کے جانے کی تصریح کرتا ہے۔ اور اس سفر کا مقصد یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اپنی کچھ نشانیاں دکھانا چاہتا تھا۔ اس سے زیادہ کوئی تفصیل قرآن میں نہیں بتائی گئی۔ حدیث میں جو تفصیلات آئی ہیں اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ رات کے وقت جبرئیلؑ آپؐ کو اُٹھا کر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک براق پر لے گئے۔ وہاں آپؐ نے انبیا علیہم السلام کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر وہ آپؐ کو عالمِ بالا کی طرف لے چلے اور وہاں مختلف طبقات سماوی میں مختلف جلیل القدر انبیاؑ سے آپؐ کی ملاقات ہوئی۔ آخر کار آپؐ انتہائی بلندیوں پر پہنچ کر اپنے رب کے حضور حاضر ہوئے اور اس حضوری کے موقع پر دوسری

اہم ہدایات کے علاوہ آپ ؐ کو پنج وقتہ نماز کی فرضیت کا حکم ہوا۔ اس کے بعد آپ ؐ بیت المقدس کی طرف پلٹے اور وہاں سے مسجد حرام واپس تشریف لائے۔ اس سلسلے میں بکثرت روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ؐ کو جنّت اور دوزخ کا بھی مشاہدہ کرایا گیا۔ نیز معتبر روایات یہ بھی بتاتی ہیں کہ دوسرے روز جب آپ ؐ نے اس واقعہ کا لوگوں سے ذکر کیا تو کفارِ مکہ نے اس کا بہت مذاق اُڑایا اور مسلمانوں میں سے بھی بعض کے ایمان متزلزل ہو گئے۔ حدیث کی یہ زائد تفصیلات قرآن کے خلاف نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے بیان پر اضافہ ہیں اور ظاہر ہے کہ اضافے کو قرآن کے خلاف کہہ کر رد نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم اگر کوئی شخص اُن تفصیلات کے کسی حصّے کو نہ مانے جو حدیث میں آئی ہیں تو اُس کی تکفیر نہیں کی جا سکتی۔ البتہ جس واقعے کی تصریح قرآن کر رہا ہے اس کا انکار موجب کفر ہے۔ اس سفر کی کیفیت کیا تھی؟ یہ عالم خواب میں پیش آیا تھا یا بیداری میں؟ اور آیا حضور ؐ بذاتِ خود تشریف لے گئے تھے یا اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے محض روحانی طور پر ہی آپ ؐ کو یہ مشاہدہ کرایا گیا؟ ان سوالات کا جواب قرآن مجید کے الفاظ خود دے رہے ہیں۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی سے بیان کی ابتدا کرنا خود بتا رہا ہے کہ یہ کوئی بہت بڑا خارقِ عادت واقعہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی غیر محدود قُدرت سے رُونما ہوا۔ ظاہر ہے کہ خواب میں کسی شخص کا اس طرح کی چیزیں دیکھنا یا کشف کے طور پر دیکھنا یہ اہمیت نہیں رکھتا کہ اُسے بیان کرنے کیلئے اس تمہید کی ضرورت ہو کہ تمام کمزوریوں اور نقائص سے پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو یہ خواب دکھایا یا کشف میں یہ کچھ دکھایا۔ پھر یہ الفاظ بھی کہ ”ایک رات اپنے بندے کو لے گیا“ جسمانی سفر پر صریحاً دلالت کرتے ہیں۔ خواب کے سفر یا کشفی سفر کے لئے یہ الفاظ کسی طرح موزوں نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ہمارے لئے یہ مانے بغیر چارہ نہیں کہ یہ محض ایک روحانی تجربہ نہ تھا بلکہ ایک جسمانی سفر اور عینی مشاہدہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے نبی ؐ کو کرایا۔ اب ایک رات میں ہوائی جہاز کے بغیر مکہ سے بیت المقدس جانا اور آنا

اللہ کی قدرت سے ممکن تھا تو آخر اُن دوسری تفصیلات ہی کو ناممکن کہہ کر کیوں رد کر دیا جائے جو حدیث میں بیان ہوئیں ہیں۔ ممکن اور ناممکن کی بحث تو صرف اُس صورت میں پیدا ہوتی ہے جب کہ کسی مخلوق کے با اختیار خود کوئی کام کرنے کا معاملہ زیرِ بحث ہو۔ لیکن جب ذکر یہ ہو کہ خدا نے فلاں کام کیا تو پھر امکان کا سوال وہی شخص اُٹھا سکتا ہے جسے خدا کے قادر مطلق ہونے کا یقین نہ ہو۔ اس کے علاوہ جو دوسری تفصیلات حدیث میں آئی ہیں۔ اُن پر منکرینِ حدیث کی طرف سے متعدد اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ مگر اُن میں سے دو ہی اعتراضات ایسے ہیں جو کچھ وزن رکھتے ہیں۔

ایک یہ کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا کسی خاص مقام پر مقیم ہونا لازم آتا ہے۔ ورنہ اُس کے حضور بندے کی پیشی کیلیئے کیا ضرورت تھی کہ اُسے سفر کرا کے ایک مقامِ خاص تک لے جایا جاتا؟

دوسرے یہ کہ نبیؐ کو دوزخ اور جنّت کا مشاہدہ اور بعض لوگوں کے مبتلائے عذاب ہونے کا معائنہ کیسے کرا دیا گیا۔ جب کہ ابھی بندوں کے مقدمات کا فیصلہ ہی نہیں ہوا ہے؟ یہ کیا کہ سزا اور جزا کا فیصلہ تو ہونا ہے قیامت کے بعد اور کچھ لوگوں کو سزا دے ڈالی گئی ابھی سے؟

لیکن دراصل یہ دونوں اعتراض بھی قلتِ فکر کا نتیجہ ہیں۔ پہلا اعتراض اسلیئے غلط ہے کہ خالق اپنی ذات میں تو بلاشُبہ اطلاقی شان رکھتا ہے۔ مگر مخلوق کے ساتھ معاملہ کرنے میں وہ اپنی کسی کمزوری کی بنا پر نہیں بلکہ مخلوق کی کمزوریوں کی بنا پر محدود وسائط اختیار کرتا ہے۔ مثلاً جب وہ مخلوق سے کلام کرتا ہے تو کلام کا وہ محدود طریقہ استعمال کرتا ہے جسے ایک انسان سُن اور سمجھ سکے۔ حالانکہ بجائے خود اسکا کلام اطلاقی شان رکھتا ہے۔ اسی طرح جب وہ اپنے بندے کو اپنی سلطنت کی عظیم الشان نشانیاں دکھانا چاہتا ہے تو اُسے لے جاتا ہے اور

جہاں جو چیز دکھانا ہوتی ہے اُسی جگہ دکھاتا ہے۔ کیونکہ وہ ساری کائنات کو بیک وقت اُس طرح نہیں دیکھ سکتا جس طرح خدا دیکھتا ہے۔ خدا کو کسی چیز کے مشاہدے کیلئے کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہوتی مگر بندے کو ہوتی ہے۔ یہی معاملہ خالق کے حضور باریابی کا بھی ہے۔ کہ خالق بذاتِ خود کسی مقام پر متمکن نہیں ہے، مگر بندہ اُس کی ملاقات کے لئے ایک جگہ کا محتاج ہے جہاں اُس کے لئے تجلیات کو مرکوز کیا جائے۔ ورنہ اُس کی شانِ اطلاق میں اُس سے ملاقات بندۂ محدود کے لئے ممکن نہیں ہے۔

اصل بات جو معراج کے سلسلے میں سمجھ لینی چاہیے وہ یہ ہے کہ انبیاءؑ میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے اُن کے منصب کی مناسبت سے ملکوت السمٰوت والارض کا مشاہدہ کرایا ہے اور مادی حجابات بیچ میں سے ہٹا کر آنکھوں سے وہ حقیقتیں دکھائی ہیں جن پر ایمان بالغیب لانے کی دعوت دینے پر وہ مامور کئے گئے تھے تاکہ اُن کا مقام ایک فلسفی کے مقام سے بالکل ممیّز ہو جائے فلسفی جو کچھ کہتا ہے وہ قیاس وگمان سے کہتا ہے۔ وہ خود اگر اپنی حیثیت سے واقف ہو تو کبھی اپنی کسی رائے کی صداقت پر شہادت نہ دے گا۔ مگر انبیاؑ جو کچھ کہتے ہیں وہ براہِ راست علم اور مشاہدے کی بناء پر کہتے ہیں، اور وہ خلق کے سامنے یہ شہادت دے سکتے ہیں کہ ہم اِن باتوں کو جانتے ہیں۔ اور یہ ہماری آنکھوں دیکھی حقیقتیں ہیں۔''

(تفہیم القرآن جلد 2، صفحہ 590-588)

(5) معراج پر تفسیر احسن التعبیر کے چند اقتباسات اور تشریحات

سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت پر بڑے جھگڑے اور اختلافات رہے ہیں۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ علامہ مودودی نے اِس آیت سے جسمانی معراج مُراد لیا ہے اور اُن تمام علما پر تنقید کی ہے جو مسلمان ہوتے ہوئے معراج کے منکر یا معراج کو ایک خواب یا روحانی واقعہ کہتے رہے ہیں۔ لیکن مودودی جانتے ہیں کہ معراج کے منکرین میں بڑے بڑے اور

مخصوص صحابہ اور ازواجِ رسولؐ تک داخل ہیں۔ اسلئے علامہ نے اُن کیلئے رعایت کا پہلو یہ کہہ کر نکالا ہے کہ:

۔’’تاہم اگر کوئی شخص اُن تفصیلات کے کسی حصّے کو نہ مانے جو حدیث میں آئی ہیں تو اُس کی تکفیر نہیں کی جاسکتی۔ البتہ جس واقعہ کی تصریح قرآن کر رہا ہے اُس کا انکار موجب کفر ہے۔‘‘ (تفہیم القرآن جلد 2، صفحہ 589)

(5/1) جسمانی معراج کی تصریح قرآن میں مان لی گئی تو منکرین علامہ کے فتویٰ سے کافر ہیں۔ چنانچہ علامہ نے لکھا ہے۔

’’پھر یہ الفاظ کہ ایک رات اپنے بندے کو لے گیا۔ جسمانی سفر پر صریحاً دلالت کرتے ہیں۔ خواب کے سفر یا کشفی سفر کے لئے یہ الفاظ کسی طرح موزوں نہیں ہو سکتے لہٰذا ہمارے لئے یہ مانے بغیر چارہ نہیں کہ یہ محض ایک روحانی تجربہ نہ تھا بلکہ ایک جسمانی سفر اور عینی مشاہدہ تھا جو اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کرایا تھا۔‘‘ (ایضاً)
(تفہیم القرآن جلد 2، صفحہ 589)

آگے چل کر قارئین دیکھیں گے کہ جسمانی معراج کی سب سے بڑی منکرہ حضرت عائشہؓ ہیں اور باقی تمام منکرین نے اُن ہی کے انکار کو اپنے انکار کی بنیاد بنایا ہے لہٰذا علامہ مودودی کے فتویٰ اور بیان کی رُو سے حضرت عائشہؓ کا جسمانی معراج سے انکار موجبِ کفر ثابت ہوتا ہے۔

(5/2) مسجدِ اقصیٰ بیت المعمور ہے اور وہ ہر آسمان پر بطور کعبہ عبادت کا مرکز ہے

قارئین یہ نوٹ کریں کہ اس آیت (17/1) میں بیت الحرام سے جو سفر شروع ہوا ہے وہ مسلسل مسجد اقصیٰ تک جاری رہا اور سدرۃ المنتہٰی کے بعد حضورؐ کو آیاتِ خداوندی دکھانے کا پروگرام شروع ہوا تھا۔ لہٰذا یروشلم والی مسجد میں ٹھہرنا محض مغالطہ ہے کیونکہ اہل

عرب میں اور قریش نے حقیقتِ معراج کا انکار کرنے کیلئے معراج کو مکہ سے بیت المقدس تک کا ایک روحانی یا خواب کا سفر بنا دیا تھا۔ اسلئے بیت المقدس کو مسجدِ اقصیٰ مشہور کر دیا گیا تھا کہ فضاؤں، آسمانوں اور پوری کائنات کا سفر غائب ہو کر رہ جائے۔ مگر اللہ نے اس سازش کو سورۂ طور میں سازش کرنیوالوں ہی کے ہاتھوں سے واضح فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ: وَالطُّوْرِ O وَ كِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ O فِىْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ O وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ O وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ O (52/1-5)

علامہ مودودی کا ترجمہ: قسم ہے طور کی، اور ایک ایسی کھلی کتاب کی جو رقیق جلد میں لکھی ہوئی ہے، اور آباد گھر کی، اور اُونچی چھت کی، (تفہیم القرآن جلد نمبر 5 صفحہ 163-162) اب علامہ مودودی کی تشریح ملاحظہ ہو۔

علامہ مودودی کی تشریح، بیت المعمور کیا ہے؟

"3۔ "آباد گھر" سے مراد حضرت حسن بصری کے نزدیک بیت اللہ، یعنی خانۂ کعبہ ہے جو کبھی حج اور عمرہ اور طواف و زیارت کرنیوالوں سے خالی نہیں رہتا۔ اور حضرت علیؓ، ابنِ عباس، عکرمہ، مجاہد، قتادہ، ضحاک، ابنِ زید اور دوسرے مفسرین اس سے مراد وہ بیت المعمور لیتے ہیں جسکا ذکر معراج کے سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، جس کی دیوار سے آپؐ نے حضرت ابراہیمؑ کو ٹیک لگائے دیکھا تھا۔ مجاہد، قتادہ اور ابنِ زید کہتے ہیں کہ جس طرح خانہ کعبہ اہل زمین کیلئے خدا پرستوں کا مرکز و مرجع ہے، اسی طرح ہر آسمان میں اُس کے لئے باشندوں کے لیے ایسا ہی ایک کعبہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں کیلئے ایسی ہی مرکزیت رکھتا ہے۔ اُنہی میں سے ایک کعبہ وہ تھا جس کی دیوار سے ٹیک لگائے حضرت ابراہیم علیہ السلام معراج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آئے تھے،۔۔۔۔ دونوں کو ملا کر ہم یوں سمجھ سکتے ہیں کہ یہاں قَسم صرف زمین ہی کے کعبہ کی نہیں کھائی گئی ہے بلکہ اس قَسم

میں اُن تمام کعبوں کی قَسم بھی شامل ہے جو ساری کائنات میں موجود ہیں۔‘‘
(تفہیم القرآن جلد 5 صفحہ 162)

اس بیان سے معلوم ہوا کہ معراج کا سفر زمین کے کعبہ سے شروع ہو کر تمام کعبوں سے گزرتا ہوا اُس کعبہ تک ختم ہوا تھا جو سب سے آخری کعبہ یا مسجدِ اقصیٰ ہے اور کہیں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس واقع ہے اور یہی وہ مسجدِ اقصیٰ تھی جس کا ماحول ساری کائنات میں برکتیں پھیلانے کا ذمہ دار ہے۔ علاوہ ازیں لفظ اقصیٰ کا مادہ ق۔ص۔ی ہے اور اس کا اوّلین مصدر قَصُوٌّ ہے اور اس مصدر میں؛

’’گہرا مشاہدہ کرنا‘‘ (To study a thing thoroughly) اور تحقیق و تفتیش کرنا بھی داخل (To inquire after,To investige) ہیں۔

چونکہ حضورؐ کو آیات خداوندی سے جسمانی صورت میں روشناس ہونے کا ملکہ اور اختیار دینا تھا اسلئے مسجد اقصیٰ ہر وہ مقام ہوا جہاں سے آیات خداوندی کی حقیقت و تفصیل پر قدرت مل سکے۔ اور آپؐ اس قابل ہوسکیں کہ جسمانی صورت میں بھی اپنی اُمت کے لوگوں کو آیاتِ خداوندی سے استفادہ کی راہیں بتاسکیں اور انہیں عین الیقین اور حق الیقین کی منزل پر لاسکیں اور کائنات کی انتہائی ممکنہ حدود تک رسائی کا انتظام فرماسکیں۔ چنانچہ آپؐ پر تمام رازہائے کائنات کا از سرِ نو انکشاف کیا گیا۔ یہی تذکرہ سورۂ والنجم میں مکمل کیا گیا ہے۔ یہاں اتنا ضرور دیکھتے چلیں کہ سورۂ والنجم میں فرمایا گیا ہے کہ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى o (53/10) ’’چنانچہ اپنے بندے کو وحی کی جو بھی وحی کی‘‘ یعنی اللہ نے جو کچھ بتایا وہ سراسر رازہائے کائنات تھے۔ اور یہ رازہائے خداوندی ایک دفعہ نہیں بلکہ ایک سو بیس مرتبہ بتائے گئے تھے۔ (کافی مولد النبی کی تشریحات میں محمد باقر مجلسی نے بھی تسلیم کیا ہے۔)

(5/3) جس کائنات کی حضورؐ کو سیر کرائی گئی، اُسکے متعلق مودودی کا بیان اور حیرت

علامہ مودودی صاحب سے کائنات کے متعلق بیان سنتے چلیں لکھتے ہیں کہ:

"7 یہاں آسمان سے مراد پورا عالم بالا ہے جسے انسان شب و روز اپنے اُوپر چھایا ہوا دیکھتا ہے۔ جس میں دن کو سورج چمکتا ہے اور رات کو چاند اور بے حد وحساب تارے روشن نظر آتے ہیں۔ جسے آدمی برہنہ آنکھ ہی سے دیکھے تو حیرت طاری ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر دُوربین لگالے تو ایک ایسی وسیع و عریض کائنات اس کے سامنے آتی ہے جو ناپیدا کنار ہے، کہیں سے شروع ہو کر کہیں ختم ہوتی نظر نہیں آتی۔ ہماری زمین سے لاکھوں گنے بڑے عظیم الشان سیارے اُسکے اندر گیندوں کی طرح گھوم رہے ہیں۔ ہمارے سورج سے ہزاروں درجے زیادہ روشن تارے اس میں چمک رہے ہیں۔ ہمارا یہ پورا نظام شمسی اُسکی صرف ایک کہکشاں (galaxy) کے ایک کونے میں پڑا ہوا ہے۔ تنہا اسی ایک کہکشاں میں ہمارے سورج جیسے کم از کم تین ارب دوسرے تارے (ثوابت) موجود ہیں، اور اب تک کا انسانی مشاہدہ ایسی ایسی دس لاکھ کہکشانوں کا پتہ دے رہا ہے۔ ان لاکھوں کہکشانوں میں سے ہماری قریب ترین کہکشاں اتنے فاصلے پر واقع ہے کہ اُس کی روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے چل کر دس لاکھ سال میں زمین تک پہنچتی ہے۔ یہ تو کائنات کے صرف اُس حصّے کی وسعت کا حال ہے جو اب تک انسان کے علم اور اسکے مشاھدے میں آئی ہے۔ خدا کی خدائی کس قدر وسیع ہے، اسکا کوئی اندازہ ہم نہیں کر سکتے۔ ہوسکتا ہے کہ انسان کی معلوم کائنات اُس پوری کائنات کے مقابلے میں وہ نسبت بھی نہ رکھتی ہو جو قطرے کو سمندر سے ہے۔ اس عظیم کارگاہِ ھست و بود کو جو خدا وجود میں لایا ہے اُسکے بارے میں زمین پر رینگنے والا یہ چھوٹا سا حیوان ناطق، جس کا نام انسان ہے، اگر یہ حکم لگانے لگے کہ اُسے مرنے کے بعد دوبارہ پیدا نہیں کرسکتا، تو یہ اُسکی اپنی ہی عقل کی تنگی

ہے۔خالق کائنات کی قدرت اس سے کیسے تنگ ہو جائے گی؟اور سُنیئے مسلسل لکھا ہے

8؎ یعنی اپنی اس حیرت انگیز وسعت کے باوجود یہ عظیم الشان نظام کائنات ایسا مسلسل اور مستحکم ہے اور اسکی بندش اتنی چست ہے کہ اس میں کسی جگہ کوئی دراڑ یا شگاف نہیں ہے اور اسکا تسلسل کہیں جا کر ٹوٹ نہیں جاتا۔اس چیز کو ایک مثال سے اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔جدید زمانے کے ریڈیائی ہیئت دانوں نے ایک کہکشانی نظام کا مشاہدہ کیا ہے جسے وہ منبع 3 ج 295 (Source 3G295) کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔اسکے متعلق اُنکا اندازہ یہ ہے کہ اسکی جو شعاعیں ہم تک پہنچ رہی ہیں وہ چار ارب سال سے بھی زیادہ مدت پہلے اس میں سے روانہ ہوئی ہوں گی۔اس بعید ترین فاصلے سے اُن شعاعوں کا زمین تک پہنچنا آخر کیسے ممکن ہوتا اگر زمین اور اُس کہکشاں کے درمیان کائنات کا تسلسل کسی جگہ سے ٹوٹا ہوا ہوتا۔اور اسکی بندش میں کہیں شگاف پڑا ہوا ہوتا۔'' (تفہیم القرآن جلد 5 صفحہ 111-112)

یہ ہے مختصراً وہ کائنات جس پر ازسرِ نو تسلط حاصل کرنے کیلیئے اللہ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بلایا تھا تاکہ جسمانی حیثیت سے بھی جسمانی مخلوق کو کائنات کی تسخیر پر ہدایات دے سکیں۔

(5/4) علامہ شاہ محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی اور معراج کی تفصیل سورۂ بنی اسرائیل سے؛

علامہ صاحب (17/1) کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ۔''معراج شریف نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک جلیل معجزہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور اُس سے حضورؐ کا وہ کمال قرب ظاہر ہوتا ہے جو مخلوق الٰہی میں آپؐ کے سوا کسی کو میسّر نہیں ہوا۔نبوت کے بارھویں سال سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے نوازے گئے۔مہینہ میں اختلاف ہے مگر

اشہر یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کو معراج ہوئی مکہ مکرمہ سے حضورؐ کا بیت المقدس تک شب کے چھوٹے حصّے میں تشریف لے جانا نصِ قرآنی سے ثابت ہے اسکا منکر کافر ہے۔اور آسمانوں کی سیر اور منازل قرب میں پہنچنا احادیث صحیحہ معتمدہ مشہورہ سے ثابت ہے جو حد تواتر کے قریب پُہنچ گئی ہیں اس کا منکر گمراہ ہے۔معراج شریف بحالت بیداری جسم وروح دونوں کیساتھ واقع ہوئی یہی جمہور اھل اسلام کا عقیدہ ہے اور اصحابِ رسوؐل کی کثیر جماعتیں اور حضورؐ کے اجلہ اصحاب اسی کے معتقد ہیں ۔نصوص آیات اور احادیث سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے۔تیرہ دماغانِ فلسفہ کے اوھام فاسدہ محض باطل ہیں۔قدرت الٰہی کے معتقد کے سامنے وہ تمام شبہات محض بے حقیقت ہیں ۔حضرت جبرئیلؑ کا براق لیکر حاضر ہونا سید عالم **صلی اللہ علیہ وسلم** کو غایت اکرام واحترام کے ساتھ سوار کرانا اور لے جانا۔بیت المقدس میں انبیاؑ کی امامت فرمانا پھر وہاں سے سیر سماوات کی طرف متوجہ ہونا۔جبرئیل امین کا ہر ہر آسمان کے دروازے کھلوانا ہر ہر آسمان کے صاحب مقام انبیاؑ کا شرف زیارت سے مشرف ہونا اور حضورؐ کی تکریم کرنا احترام بجالانا۔تشریف آوری کی مبارکبادیں دینا۔حضورؐ کا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف سیر فرمانا۔وہاں کے عجائب دیکھنا۔اور تمام مقربین کی نہایت منازل سدرۃ المنتہیٰ کو پہنچنا۔جہاں سے آگے بڑھنے کی کسی ملک مقرب کو بھی مجال نہیں۔جبرئیل امین کا وہاں معذرت کر کے رہ جانا۔پھر مقام قرب خاص میں حضورؐ کا ترقیاں فرمانا اور اُس قُربِ اعلیٰ میں پہنچنا کہ جس کے تصّور تک خلق کے اوھام وافکار پرواز سے عاجز ہیں۔وہاں مورِدِ رحمت وکرم ہونا اور انعاماتِ الٰہیہ اور خصائص نعم سے سرفراز فرمایا جانا اور ملکوت السماوات والارض اور اُن سے افضل و برتر علوم پانا اور اُمت کیلئے نمازیں فرض ہونا،حضورؐ کا شفاعت فرمانا،جنت ودوزخ کی سیریں اور پھر اپنی جگہ واپس تشریف لانا ہے۔"(مترجمہ قرآن صفحہ 408 حاشیہ نمبر 6۔)

یہ تھا معراج کے متعلق بریلوی صاحب کا اصولی بیان۔

(5/5) علامہ ابوالکلام آزاد اور معراج (17/1) کا ترجمہ اور تشریح؟

۔''پاکی ہے اُس ذات کیلئے جس نے اپنے بندے کو (یعنی پیغمبر اسلام کو) راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کہ اُس کے اطراف کو ہم نے بڑی ہی برکت دی ہے سیر کرائی اور اس لئے سیر کرائی کہ اپنی نشانیاں اُسے دکھا دیں۔ بلاشبہ وہی ذات ہے جو سننے والی دیکھنے والی ہے۔''

علامہ صاحب پیغمبر اسلام کیلئے کسی احترام کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اسلئے اُن پر نہ حرف (ؐ) لکھا اور نہ حرف (ؑ) ضروری سمجھا ہے۔ حالانکہ ترجمہ میں دو لفظ زیادہ لکھے ہیں۔ آیت میں الفاظ۔''بڑی ہی'' کی ضرورت نہ تھی۔ اب اُن کی تشریح سُنیے:

۔''ہجرت مدینہ سے تقریباً ایک سال پہلے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اِسراء کا معاملہ پیش آیا جو عام طور پر معراج کے نام سے مشہور ہے۔ اس سورت کی ابتدا اسی واقعے کے ذکر سے کی گئی اور واضح کیا ہے کہ اس معاملے سے مقصود کیا تھا۔ لِنُرِیَہٗ مِن اٰیٰتِنَا تا کہ اللہ کی نشانیاں اُن کے مشاهدے میں آجائیں۔ یعنی دلائل حقیقت کا عینی مشاہدہ کرلیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ معاملہ وحی کی تکمیل کا تھا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد فرمایا کہ وَ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ اسی طرح حضرت موسیٰ کا معاملہ وحی بھی کوہِ طور کے اعتکاف میں مکمل ہوا تھا۔ کہ لَمَّا جَآءَ مُوۡسٰی لِمِیۡقَاتِنَا وَ کَلَّمَہٗ رَبُّہٗ o (7/143) اور اُنہیں کتابِ شریعت دی گئی تھی۔ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ وہی ہے جو سُننے والا دیکھنے والا ہے پس جسے چاہے اُس سے زیادہ سُنا دے جتنا سب سُن رہے ہیں اور اُس سے زیادہ دکھا دے جتنا سب دیکھ رہے ہیں۔ یہاں مسجدِ حرام سے مقصود مکہ ہے اور مسجد اقصیٰ سے بیت المقدس کا ھیکل۔ اُسے اقصیٰ اس لئے فرمایا کہ عرب کے لئے قریب کی عبادت گاہ خانہ کعبہ تھی اور

دور کی عبادت گاہ ھیکل۔'' (تفسیر ترجمان القرآن جلد چہارم 250-251)

(5/6) علامہ کے قیاسات پر تنقید اور حقیقی مقصود معراج اور آیات

علامہ نے معراج کا مقصد آیات دکھانے اور تکمیل وحی کرنے کو قرار دیا ہے اور یہ قیاس اس بنیاد پر کیا گیا ہے کہ دوسری آیت میں مسلسل حضرت موٰسیٰ کو کتاب دیئے جانے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔اور اس قیاس میں جان ڈالنے کے لیے دس سورتیں پیچھے جا کر سورۂ اعراف کی آیت (7/143) درمیان میں لائی گئی ہے۔جس کا اس معراج سے کوئی تعلق نہیں ہے وہاں موسیٰ علیہ السلام طور پر خود آئے تھے اور یہاں حضورؐ کو اللہ خود لے جا رہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی گئی تھی اور حضورؐ کو آیات کا مشاہدہ کرایا جا رہا ہے۔جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آیات کا مشاہدہ کبھی کرانے کا ذکر بھی نہیں کیا ہے یہ سب بے تکی اور بے جوڑ باتیں لکھ کر علامہ صاحب آزاد ہو گئے ہیں۔

(6) آیات دکھانے کیلئے آسمانوں پر لے جانا غیر ضروری تھا کوئی ایسا مقصد ہونا ضروری ہے جو خاتم النبیّن کی ضروریات پر موزوں ہو

یہاں تک جو بیانات لکھے گئے ہیں اُن میں بھی اور جو آئندہ آنیوالے بیانات ہیں اُن میں بھی سب نے یہ مانا ہے کہ معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ کو آسمانوں پر لے جایا گیا تھا۔

(6/1) علامہ مودودی قرآن میں معراج کی تفصیلات کے منکر ہیں

مودودی نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ: ''قرآن مجید یہاں صرف مسجد حرام (یعنی بیت اللہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک حضورؐ کے جانے کی تصریح کرتا ہے اور اس سفر کا مقصد یہ بتاتا ہے کہ اللہ اپنے بندے کو اپنی کچھ نشانیاں دکھانا چاہتا تھا۔اس سے زیادہ کوئی تفصیل قرآن میں نہیں بتائی گئی۔'' (تفہیم القرآن جلد 2 صفحہ 588)

اس بیان سے آسمانوں یا عالم بالا پر جانے کی واضح الفاظ میں نفی ہو جاتی ہے۔مگر

آ گے چل کر علامہ مودودی نے احادیث سے عالم بالا پر یا آسمانوں پر جانا وغیرہ مان لیا ہے۔ جس کے ہم شکر گزار ہیں۔

(6/2) مودودی نے جھوٹ بولا کہ قرآن میں اور کوئی تفصیل نہیں ہے اور خیانت بھی کی ہے جو قُریشی علما کی قدیم سُنت ہے

علامہ نے خیانت تو یہ کی ہے کہ قرآن کے الفاظ ''لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا'' کے ترجمے میں اپنی طرف سے لفظ ''کچھ'' قریشی ضرورت کیلیئے داخل کر دیا ہے۔ حالانکہ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ:۔ ''تا کہ اُسے اپنی آیات میں سے دکھائے'' بہرحال علامہ نے حرف ''مِـــن'' کا ترجمہ ''کچھ'' کر دیا ہے مگر جہاں انہیں لفظ مِن کا ترجمہ کچھ کرنا چاہیے وہ جگہ دیکھئے اور علامہ کو شاباش دیجئے۔ فرمایا گیا تھا کہ: قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ o (27/40)

''جس شخص کے پاس کتاب کا ایک علم تھا وہ بولا'' (تفہیم القرآن 3 صفحہ 576)

یہ ہیں علامہ کے کرتب کہ کہیں ''کچھ'' اور کہیں ''ایک''۔

اور جھوٹ یوں بولا ہے کہ سورۂ والنجم کی تفصیلات کو ماننے اور لکھنے کے باوجود قرآن میں معراج کی تفصیلات کا کُھلا انکار کر دیا ہے۔

(6/3) علامہ کا صحیح ترجمہ بھی دیکھ لیں اور قرآن میں معراج کی تفصیل بھی ملاحظہ ہو

ہم اُن کی ترجمانی خیانت اور جھوٹ دونوں ایک جھٹکے میں ثابت کیئے دیتے ہیں۔ سورۂ والنجم کے سلسلے میں مودودی کا یہ بیان سنیئے لکھا ہے کہ:

۔''لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں کہیں یہ نہیں فرمایا گیا ہے کہ حضورؐ نے اپنے رب کو دیکھا تھا۔ بلکہ واقعہ معراج کا ذکر کرتے ہوئے سورۂ بنی اسرائیل میں یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ ہم اپنے بندے کو اسلیئے لے گئے تھے کہ ''اُس کو اپنی نشانیاں دکھائیں'' (لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا) اور یہاں سدرۃ المنتہٰی پر حاضری کے سلسلے میں بھی یہ فرمایا گیا ہے کہ ''اُس

نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں‘‘(لَقَد رَاٰی مِن اٰیٰتِ رَبِّہِ الکُبرٰیO)
(تفہیم القرآن جلد 5 صفحہ 201)

اب اس کاذب علامہ سے پوچھیئے کہ قرآن میں کعبہ اور بیت المقدس کے علاوہ آسمانوں پر جانے کے تفصیلات موجود ہیں یا نہیں؟ کیا یہ سدرۃ المنتہیٰ لاہور کی کسی گلی کا نام ہے؟

بہرحال ہم یہ عرض کررہے تھے کہ اگر معراج کا مقصد یہ تھا کہ اللہ اپنے بندے **محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کو اپنی آیات دکھائے تو آیات دکھانے کیلئے آسمانوں پر لے جانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

(6/4) زمین بھی آیاتِ خداوندی سے بھری پڑی ہے

اِسلئے کہ اللہ نے بتادیا ہے کہ: **اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِینَO وَ فِیْ خَلْقِکُمْ وَمَا یَبُثُّ مِنْ دَآبَّۃٍ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ Oوَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَمَآاَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ O**(45/3...5)

علامہ مودودی کا ترجمہ:

’’حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں بے شمار نشانیاں ہیں ایمان لانے والوں کیلئے۔اور تمہاری اپنی پیدائش میں، اور اُن حیوانات میں جن کو اللہ (زمین میں) پھیلا رہا ہے، بڑی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کیلئے جو یقین لانے والے ہیں۔اور شب و روز کے فرق اور اختلاف ہیں، اور اُس رزق میں جسے اللہ آسمان سے نازل فرماتا ہے پھر اُسکے ذریعہ سے مردہ زمین کو جلا اُٹھاتا ہے، اور ہواؤں کی گردش میں بہت نشانیاں ہیں اُن لوگوں کیلئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔‘‘(جاثیہ 45/3-5)(تفہیم القرآن جلد 4 صفحہ 579-581)

قرآن کریم کا یہ بیان بتاتا ہے کہ زمین میں اللہ کی بے شمار نشانیاں یا آیات موجود

تھیں جو رسولؐ اللہ کو دکھائی جا سکتی تھیں۔لہٰذا آسمانوں میں لے جانا فضول ٹھہرتا ہے اور اللہ کا کوئی کام فضول اور عبث نہیں ہو سکتا تو ماننا پڑیگا کہ صرف آیات کا دکھانا اگر معراج کا مقصد تھا تو یہ دردسری فضول و عبث تھی۔اسلئے کہ زمین پر نہایت سہولت سے آیات دکھائی جا سکتی تھیں۔فرمایا گیا ہے کہ: وَ فِی الۡاَرۡضِ اٰیٰتٌ لِّلۡمُوۡقِنِیۡنَ o وَ فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ o (51/20-21)

''زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کیلئے اور خود تمہارے اپنے وجود میں ہیں کیا تم کو سوجھتا نہیں''؟ (تفہیم القرآن جلد 5 صفحہ 143-140)

سوچیئے کہ اللہ کو یہ کیوں نہ سوجھا کہ اپنے بندے کو آسمانوں اور عالم بالا میں لئے لئے پھرنے کے بجائے یہیں زمین پر اپنی آیات دکھا دیتا۔جیسا کہ اللہ نے زمین ہی پر فرعون کو اپنی کُل نشانیاں دکھا دی تھیں چنانچہ فرمایا ہے کہ:

وَ لَقَدۡ اَرَیۡنٰہُ اٰیٰتِنَا کُلَّہَا فَکَذَّبَ وَ اَبٰی o (طٰہٰ 20/56)

مودودی ترجمہ:۔ ''ہم نے فرعون کو اپنی سب ہی نشانیاں دکھائیں مگر وہ جھٹلائے چلا گیا اور نہ مانا۔'' (تفہیم القرآن جلد 3 صفحہ 100)

لہٰذا اللہ کیلئے کچھ مشکل نہ تھا کہ رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کو بھی سب یا کچھ نشانیاں زمین پر ہی رہتے ہوئے دکھا دیتا اور یہ بھی ضروری نہ تھا کہ نشانیاں دِکھانے کیلئے رات کا سفر کرایا جاتا اور حضورؐ کی نیند خراب کی جاتی۔اور براق و جبرئیلؑ کو زحمت دی جاتی۔لہٰذا اہل علم آگے بڑھیں اور معراج کا حقیقی مقصد بتائیں۔آیات کا دکھانا تو مقصد ہو ہی نہیں سکتا۔فرعون کو آیات دکھانا مقصد نہ تھا بلکہ مقصد یہ تھا کہ وہ تصدیق کرے اور اُن کو مان لے۔اسی طرح حضورؐ کو آیات دکھانے کا مقصد الگ سے بیان کرنا اور ماننا پڑے گا۔نہ وہ آیات کے مُنکر تھے نہ اُنہوں نے آیات دکھانے کی استدعا کی تھی۔بہرحال آیات دکھانے کا ذکر سورۂ

بنی اسرائیل (17/1) میں بھی ہوا ہے اور سورۃ و النجم (53/18) میں بھی اللہ کی بڑی آیات دیکھ لینے کا ذکر ہوا ہے مگر آیات کو دکھانے یا دیکھ لینے کا مقصد کیا تھا؟ یہ بات ابھی باقی ہے۔اور یہی بات معراج کا حقیقی مقصد قرار پا سکتی ہے۔

(7) مقصدِ معراج ہمارے قارئین سورۃ والنجم کی متعلقہ آیات پڑھ کر خود کر سکیں تو بہتر ہوگا

یہاں ہم معراج کے متعلق سورۃ والنجم کی متعلقہ آیات اور علامہ مودودی کا ترجمہ لکھتے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں جو رحمٰن ورحیم ہے۔

1۔ وَ النَّجۡمِ اِذَا ھَوٰی o

1۔قسم ہے تارے کی جب کہ وہ غروب ہوا،

2۔مَا ضَلَّ صاحِبُکُمۡ وَمَا غَوٰی o

2۔تمہارا رفیق نہ بھٹکا ہے نہ بہکا ہے۔

3۔وَمَا یَنطِقُ عَنِ الۡھَوٰی o

3۔وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا،

4۔اِنۡ ھُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی o

4۔یہ تو ایک وحی ہے جو اُس پر نازل کی جاتی ہے۔

5۔عَلَّمَہٗ شَدِیۡدُ الۡقُوٰی o

5۔اُسے زبردست قوت والے نے تعلیم دی ہے۔

6۔ذُوۡ مِرَّۃٍ فَاسۡتَوٰی o

6۔جو بڑا صاحبِ حکمت ہے وہ سامنے آ کھڑا ہوا۔

7۔وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰیo

7۔جب کہ وہ بالائی اُفق پر تھا،

8۔ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰیo

8۔پھر قریب آیا اور اُوپر معلق ہو گیا،

9۔فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰیo

9۔یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اُس سے کچھ کم فاصلہ رہ گیا۔

10۔فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰیo

10۔تب اُس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو وحی بھی اُس نے پہنچانی تھی۔

11۔مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰیo

11۔نظر نے جو کچھ دیکھا، دل نے اُس میں جھوٹ نہ ملایا۔

12۔اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی؟

12۔اب کیا تم اُس چیز پر اُس سے جھگڑتے ہو جسے وہ آنکھوں سے دیکھتا ہے؟

13۔وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰیo

13۔اور ایک مرتبہ پھر اُس نے،

14۔عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰیo

14۔سدرۃ المنتہٰی کے پاس اُس کو دیکھا،

15۔عِنْدَھَا جَنَّۃُ الْمَاْوٰیo

15۔جہاں پاس ہی، جنّت الماوٰی ہے۔

16۔اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰیo

16۔اُس وقت سدرہ پر چھا رہا تھا جو کچھ کہ چھا رہا تھا۔

17۔مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰیo

17۔نگاہ نہ چندھیائی نہ حد سے متجاوز ہوئی۔

18۔لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰیo

18۔اور اُس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

(تفہیم القرآن جلد 5 صفحہ 201-192)

علامہ رفیع الدین مرحوم کا ترجمہ بھی سامنے رکھنا ضروری ہے

1۔ ''قسم ہے تارے کی جب گرے۔

2۔نہیں بہک گیا یار تمہارا اور نہ راہ سے پھر گیا۔

3۔اور نہیں بولتا خواہش اپنی سے۔

4۔نہیں وہ مگر وحی کہ بھیجی جاتی ہے۔

5۔سکھایا اُس کو سخت قوتوں والے نے۔

6۔صاحبِ قوت ہے پس پورا نظر آیا۔

7۔اور وہ بیچ کنارے بلند کے تھا۔

8۔پس نزدیک ہوا پس اُتر آیا۔

9۔پس تھا قدر دو کمان کے یا زیادہ نزدیک۔

10۔پس وحی پہنچائی ہم نے طرف بندے اپنے کو جو پہنچائی۔

11۔نہیں جھوٹ بولا دل نے جو کچھ دیکھا۔

12۔کیا پس جھگڑتے ہو تم اُس سے اُوپر اُس چیز کہ دیکھا ہے۔

13۔اور البتہ تحقیق دیکھا ہے اُس نے اُس کو ایک بار اور

14۔نزدیک سدرۃ المنتہٰی کے

15۔نزدیک اُس کے ہے جنّت الماوٰی

16۔جس وقت کہ ڈھانکا تھا بیری کو جو کچھ ڈھانک رہا تھا۔

17۔نہیں کجی کی نظر نے اور نہ زیادہ بڑھ گئی۔

18۔تحقیق دیکھا اُس نے نشانیوں پروردگار اپنے کی سے بڑی کو۔''

(شاہ رفیع الدین ترجمہ صفحہ 632/633)

(7/1) علامہ مودودی کے ترجمے میں کچھ بڑی بڑی خیانتیں

علامہ مودودی کے ترجمے میں چند غلطیاں نوٹ کرلیں پھر ہم اپنا ترجمہ پیش کریں گے۔ پہلی آیت میں لفظ ھوٰی کے معنی غروب ہونا کیئے تاکہ وہ ستارے کا حضرت علیؑ کے دروازے پر آکر اُترنا چھپا سکیں حالانکہ اسی لفظ ھَوٰی کے معنی وہ گرنا کرچکے ہیں دیکھیں (تفہیم جلد3 صفحہ 112) سورۂ طٰہٰ (20/81)

وَ مَنْ یَّحْلِلْ عَلَیْهِ غَضَبِیْ فَقَدْ هَوٰیo

''اور جس پر میرا غضب ٹوٹا وہ پھر گر کر ہی رہا۔'' (مودودی)

چوتھی آیت میں مودودی نے اپنی جیب خاص سے ''ایک وحی'' کا اضافہ کیا ہے تاکہ رسولؐ اللہ کی ہر بات از رُوے وحی نہ رہے۔ آپ علامہ رفیع الدین کا ترجمہ بھی دیکھ لیں۔ پھر چھٹی آیت میں لفظ فَاستَوٰی کے معنی وہ سامنے آکھڑا ہوا غلط کیئے ہیں۔ حالانکہ اسی لفظ کے معنی تیسری جلد صفحہ 620 میں ''نشوونما مکمل ہونا'' کیئے ہیں بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاستَوٰی (28/14) ''جب موسیٰ اپنی پوری جوانی کو پہنچ گیا اور اُس کا نشوونما مکمل ہوگیا۔''

اور اسی لفظ استوٰی کے معنی ''متوجہ ہونا'' (تفہیم القرآن جلد اوّل صفحہ 61)

اور ''جلوہ فرما'' ہونا کیئے ہیں۔ (جلد2 صفحہ 36، صفحہ 262)

اور ''جلوہ گر'' (جلد 2 صفحہ 262)

اور ''جلوہ فرما'' (جلد 2 صفحہ 441)

اور ''جلوہ فرما'' نشو ونما ،،　　(جلد 3 صفحہ 620،460 ، 87)

اور ''جلوہ فرما''　　(جلد 4 صفحہ 38، 441)

بہرحال ان مقامات کو دیکھنے والوں کے نزدیک مولانا کی ترجمانی کا اعتبار ختم ہو جائے گا اور یقین ہو جائے گا کہ مودودی آیات قرآن کو اپنے قریشی تصورات پر ڈھالتے اور فٹ کرتے چلے جاتے ہیں۔

(7/2) ہمارا ترجمہ:

1۔ ''اُس خاص ستارے کی قسم جو اُترا تھا۔

2۔ کہ تمہارا مالک نہ تو گمراہ ہی ہوا ہے اور نہ ہی اُسے اغوا کیا جا سکا ہے۔

3۔ اور نہ ہی وہ میلان طبع سے بولتا ہے۔

4۔ وہ جو کچھ بھی بولتا ہے وہ تو وہی وحی ہوتی ہے جو اُسے برابر بھیجی جاتی ہے۔

5۔ اُسے شدید ترین اور زبردست طاقتوں کے خالق نے تعلیم دی ہے۔

6۔ وہ قدامت اور عظمت والا ہے مساویانہ انداز میں متوجہ رہا ہے۔

7۔ اور وہ بلند ترین اُفق پر پہنچا ہے۔

8۔ اُس نے ہچکولا لیا اور مزید بلندی کی پینگ لے کر جھولا رالیا تو،

9۔ وہ دو کمانوں کو پار کر گیا یا ذرا سا اِدھر رہ گیا۔

10۔ چنانچہ اُس مقامِ اعلیٰ وارفع پر ہم نے اپنے بندے کو وہ باتیں وحی سے بتائیں جو کہ ظاہر کرنے والی نہ تھیں۔ اور بتانا ضروری تھیں۔

11۔ اُس نے جو کچھ سُنا اور عملاً دیکھا۔

اُس میں اُس کے فہم وفراست نے نہ مغالطہ کھایا نہ غلط سمجھا۔

12۔ تم لوگ اُس حقیقت میں بھی مُوشگافیاں کر رہے ہو جسے وہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

13۔اور یقیناً اُس نے آخری منزل میں بھی،

14۔سدرہ کے انتہائی مقام پر اُس کو دیکھا۔

15۔اُس مقام پر دیکھا جہاں وہ جنّت ہے جو محفوظ پناہ گاہ ہے۔

16۔اُس وقت دیکھا جب کہ خاص سدرہ کے اُوپر وہ پردہ ڈال رکھا تھا جو تمہیں بتانا ضروری نہیں ہے۔

17۔مگر نہ اُس کی نظریں اُلجھیں اور نہ طاغوتی سرکشی میں مُبتلا ہوئیں۔

18۔یقیناً اُسی بلند ترین مقام پر اُس نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی آیات و مجسمِ معجزات کو دیکھا تھا۔''

(8) مقصدِ معراج، رسوؐل کو عطا کیئے جانیوالے جسم کی جانچ اور تصدیق اور تعارف اور قُرب خداوندی تھا

قارئین نے یہ اٹھارہ آیات مسلسل دیکھیں اور اُن کے مختلف ترجمے ملاحظہ کیئے یہاں پہلی بات اور سب سے اہم بات یہ نوٹ کریں کہ آیات میں شروع سے آخر تک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوا ہے اور کوئی دوسری ہستی مذکور نہیں ہوئی ہے۔ جو علما یہاں جبرئیلؑ کا ذکر بھی کرتے ہیں وہ قریشی تصورات سے مغالطہ کھانے والے لوگ ہیں۔ ورنہ نہ ان آیات میں اور نہ اس سورۂ میں کہیں جبرئیلؑ کی لفظ مذکور ہے اور نہ کوئی ایسا لفظ آیا ہے جو جبرئیلؑ کے لئے خاص طور پر استعمال ہوا ہو۔ ان آیات میں صرف آنحضرتؐ کے جسم اور ذھن وقلب ونظر وفہم وفراست اور عقلی توازن کا ذکر ہوا ہے رسوؐل اللہ کے علاوہ اور کوئی ہستی یہاں سے وہاں تک نہ مذکور ہوئی ہے اور نہ ضرورت تھی۔ اللہ نے حضورؐ کے اعمال و افکار اور نقل وحرکت کا تذکرہ سُنایا ہے۔

مختصراً یہ کہ ان آیات میں اللہ و رسوؐل کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے اور اس سے بھی

مختصر یہ ہے کہ جو کچھ دیکھا وہ رسولؐ نے دیکھا اور جو کچھ دکھایا گیا وہ رسولؐ کو دکھایا گیا اور اللہ نے رسولؐ اللہ کے قلب و ذھن اور نظر و بصیرت کی داد دی ہے۔اور بس۔

پھر یہ نوٹ کریں کہ ایک کمان نصف دائرہ یعنی ایک سواسّی (180) ڈگری کی نمائندہ ہوتی ہے اور دو کمانوں سے دائرہ پورا ہو جاتا ہے جو زمین اور کائناتی دائرہ یا گولائی کا نمائندہ ہے یہاں دو کمانوں یا پورے دائرہ میں اُسی قدر کمی رہ گئی تھی جس قدر جگہ حضورؐ کا اپنا جسم گھیرتا تھا۔آپؐ درمیان میں موجود تھے اس لئے دو کمانوں کا فاصلہ پورا نہیں ہوسکتا تھا۔لفظ ''اَوۡ اَدنٰی'' کا اس کے سوا کوئی اور مطلب نہیں ہے۔ ہمارا ترجمہ حضورؐ کے ہچکولا لینے اور پینگ کے طور پر جھولا رامارنے کا ذکر کرتا ہے جو پوری کائنات میں سے گزر جانے کی بات ہے۔

پھر یہ نوٹ کریں کہ جس نے آنحضرتؐ کو وحی کی تھی وہ آپؐ کا خالق اللہ تھا اور آپؐ اُس کے بندے تھے وہ وہی تھا جس نے آپؐ کو تعلیم دی تھی۔یعنی اللہ ہی شدید القوٰی تھا۔اُسی کو آپؐ نے دو مرتبہ دیکھا تھا اور یہ دیکھنا ہی علما کو کھلتا رہا ہے۔یعنی اللہ نے اپنے دیکھنے اور دکھانے کیلئے حضورؐ کو معراج میں بلایا تھا جہاں حضورؐ نے ثابت کر دیا کہ اُن کا جسم اور اعضا نہ اُن پر گراں ہیں اور نہ رکاوٹ ہیں وہ ویسے ہی ہیں جیسے کروڑوں اور اربوں برس پہلے عالمِ انوار میں تھے۔وہ معراج کیلئے قطعاً موزوں حالت میں تھے۔

(8/1) علامہ محمد احمد رضا خان صاحبؒ بریلوی اور معراج، اُن کا ترجمہ وتشریحات اور سُنیوں کے صحیح معتقدات،

اب ہم سُنی عقائد کے صحیح نمائندے کی زبانی معراج کے عقائد سامنے لاتے ہیں۔آپ بریلوی عالم کے قلم سے سورۂ والنجم کی ابتدائی اٹھارہ آیات کا ترجمہ اور تشریحات دیکھیں گے اور یہ دیکھیں گے کہ وہ سُنی مفسرین کا احترام برقرار رکھتے ہوئے کس خوبصورتی سے اہلسُنت کے صحیح عقائد اور تحقیق پیش کرتے ہیں اور مخالف عقائد کو کس طرح باطل قرار

دیتے ہیں ۔آیات کے الفاظ چونکہ دُور رہ گئے ہیں۔اس لئے ہم ازسرِ نو آیات لکھ کر اُن کا بریلوی ترجمہ اور تشریحات لکھتے ہیں سُنئے اور غور فرمائیے۔

1۔وَالنَّجمِ اِذَاھَوٰیo

اُس پیارے چمکنے والے تارے محمدؐ کی قسم جب یہ معراج سے اُترے۔

تشریح:''نجم کی تفسیر میں مفسرین کے بہت سے قول ہیں لیکن سب سے لذیذ تفسیر وہ ہے جو حضرت مترجم قدس سرہ نے اختیار فرمائی ہے کہ نجم سے مراد ہے ذات گرامی ہادی برحق سید انبیا محمد مصطفیٰ **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** کی۔''(خازن)

2۔مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَ مَا غَوٰیo''تمہارے صاحب نہ بھکے نہ بے راہ چلے۔''

تشریح: ''صاحبکم سے مراد سید عالم **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** ہیں۔معنی یہ ہیں کہ حضور انور **صلی اللہ تعالیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام** نے کبھی طریقِ حق وہدایت سے عدول نہ کیا ہمیشہ اپنے رب کی توحید وعبادت میں رہے۔آپؐ کے دامنِ عصمت پر کبھی کسی امر مکروہ کی گرد نہ آئی اور بے راہ نہ چلنے سے یہ مراد ہے کہ حضورؐ ہمیشہ رشد وہدایت کی اعلیٰ منزل پر متمکن رہے۔اعتقادِ فاسد کا شائبہ بھی کبھی آپؐ کے حاشیہ بساط تک نہ پہنچ سکا۔''

3۔وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰیo''اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔''

4۔اِنْ ھُوَاِلَّاوَحْیٌ یُّوْحٰیo''وہ تو نہیں مگر وحی جو اُنہیں کی جاتی ہے۔''

تشریح:''نمبر 4 یہ جملہ اُولیٰ کی دلیل ہے کہ حضورؐ کا بھکنا اور بے راہ چلنا ممکن ومتصور ہی نہیں کیونکہ آپؐ اپنی خواہش سے کوئی بات فرماتے ہی نہیں جو فرماتے ہیں وحی الٰہی ہوتی ہے۔ اور اس میں حضور کے خلق عظیم اور آپ کی اعلیٰ منزلت کا بیان ہے۔نفس کا سب سے اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ وہ اپنی خواہش ترک کردے(کبیر)اور اس میں یہ بھی ارشاد ہے کہ نبی علیہ **الصلوٰۃ والسلام** اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وافعال میں فنا کے اُس اعلیٰ مقام تک پہنچے کہ اپنا

کچھ باقی نہ رہا۔ تجلی ربانی کا یہ استیلائے تام ہوا کہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحی الٰہی ہوتی ہے۔" (روح البیان)

5۔ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ٥ 6۔ ذُوْمِرَّةٍ فَا سْتَوٰى ٥

" اُنہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے پھر اُس جلوہ نے قصد فرمایا۔"

تشریح نمبر(5,6,7) "یعنی سید عالم **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** کو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمایا اور اُس تعلیم سے مراد قلب مبارک تک پہنچا دینا ہے بعض مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ سخت قوتوں والے طاقتور سے مراد حضرت جبرئیل ہیں اور سکھانے سے مراد بتعلیم الٰہی سیکھانا ہے یعنی وحی الٰہی کا پہنچانا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ شدید القوٰی سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اُس نے اپنی ذات کو اس وصف کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ معنی یہ ہیں کہ سید عالم **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** کو اللہ تعالیٰ نے بے واسطہ تعلیم فرمائی۔" (تفسیر روح البیان)

تشریح نمبر8: "عام مفسرین نے فَاسْتَوٰی کا فاعل بھی حضرت جبرئیل کو قرار دیا ہے اور یہ معنی لئے ہیں کہ حضرت جبرئیل امین اپنی اصلی صورت پر قائم ہوئے اور اس کا سبب یہ ہے کہ سید عالمؐ نے انہیں اُن کی اصلی صورت میں ملاحظہ فرمانے کی خواہش ظاہر فرمائی تھی تو حضرت جبرئیل جانب مشرق میں حضورؐ کے سامنے نمودار ہوئے اور اُن کے وجود سے مشرق سے مغرب تک بھر گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضورؐ کے سوا کسی انسان نے حضرت جبرئیل کو اُن کی اصلی صورت میں نہیں دیکھا۔ امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل کو دیکھنا تو صحیح ہے اور حدیث سے ثابت ہے۔ لیکن یہ حدیث میں نہیں ہے کہ اس آیت (53/6) میں حضرت جبرئیل کو دیکھنا مراد ہے۔ بلکہ ظاہر تفسیر میں یہ ہے کہ مراد فاستوٰی سے سید عالم **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** کا مکانِ عالی اور منزلت رفیعہ میں استوٰی فرمانا ہے۔ (تفسیر کبیر) تفسیر روح البیان میں ہے کہ سید عالم **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** نے افق اعلیٰ یعنی آسمانوں کے اوپر

استوٰی فرمایا اور حضرت جبرئیل تو سدرۃ المنتہٰی پر رُک گئے تھے آگے نہ بڑھ سکے تھے اور اُنہوں نے کہا تھا کہ اگر میں ذرا بھی آگے بڑھوں تو تجلیات جلال مجھے جلا ڈالیں ۔اور حضورؐ سید عالم آگے بڑھ گئے تھے اور مستوائے عرش سے بھی گزر گئے تھے اور حضرت مترجم قدس سرہ کا ترجمہ اس طرف مشیر ہے کہ استوٰی کی اسناد حضرت رب العزت عزّ وجلاّ کی طرف ہے اور یہی قول حسن بصریؒ کا ہے۔''

7۔وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰیO'' اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارے پر تھا۔''

تشریح 9 ''یہاں بھی عام مفسرین اسی طرف گئے ہیں کہ یہ حال جبرئیل امین کا ہے لیکن امام رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ حال سید عالم محمد مصطفٰی **صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم** کا ہے کہ آپ افق اعلٰی یعنی فوق سماوات تھے جسطرح کہنے والا کہتا ہے کہ میں نے چھت پر چاند دیکھا یا پہاڑ پر چاند دیکھا۔اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ چاند چھت پر یا پہاڑ پر تھا۔ بلکہ یہی معنی ہوتے ہیں کہ دیکھنے والا چھت یا پہاڑ پر تھا۔اسی طرح یہاں یہ معنی ہیں کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فوق سماوات پر پہنچے تو تجلّیِ ربانی آپؐ کی طرف متوجہ ہوئی۔''

8۔ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰیO'' پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اُتر آیا۔''

تشریح نمبر 10 ۔''اس کے معنی میں بھی مفسرین کے کئی قول ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبرئیل کا سید عالمؐ سے قریب ہونا مراد ہے۔کہ وہ اپنی صورت اصلی دکھا دینے کے بعد حضورؐ کے قُرب میں حاضر ہوئے۔دوسرے معنی یہ ہیں کہ سید عالمؐ حضرت حق کے قرب سے مشرف ہوئے۔تیسرے یہ کہ اللہ تعالٰی نے اپنے حبیبؐ کو اپنے قرب کی نعمت سے نوازا۔اور یہی صحیح تر ہے۔''(یعنی محمدؐ اللہ کے قریب نہیں گئے بلکہ اللہ محمدؐ کے قریب آیا)

(سبحان اللہ وبحمدہ)

تشریح نمبر 11 ''اس میں بھی چند قول ہیں (فَتَدَلّٰی میں) ایک قول تو یہ ہے کہ نزدیک

ہونے سے حضورؐ کا عروج اور وصول مراد ہے۔ اور اتر آنے سے نزول اور رجوع۔ تو حاصل معنی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے قرب میں باریاب ہوئے پھر وصال کی نعمتوں سے فیض یاب ہو کر خلق کی طرف متوجہ ہوئے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت رب العزت اپنے لطف و رحمت کے ساتھ اپنے حبیب سے قریب ہوا۔ اور اس قرب میں زیادتی فرمائی۔ تیسرا قول یہ ہے کہ سید عالم **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** نے مقرب درگاہ ربوبیت ہو کر سجدہ طاعت ادا کیا (روح البیان) بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ قریب ہوا جبّار رب العزت الخ۔'' (خازن)

9۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰىo

''تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔''

تشریح نمبر 12 ''یہ اشارہ ہے تاکیدِ قرب کی طرف کہ قرب اپنے کمال کو پہنچا اور با ادب احباء (پیاروں) میں جو نزدیکی متصور ہو سکتی ہے وہ غایت کو پہنچی۔''

10۔ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰىo '' اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔''

تشریح نمبر 13 ''اکثر علما و مفسرین کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندۂ خاص حضرت محمد مصطفیٰ **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** کو وحی فرمائی (جمل) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی یہ وحی بے واسطہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا اور یہ خدا اور رسولؐ کے درمیان کے اَسرار جن پر اُن کے سوا کسی کو اطلاع نہیں۔''

بقلی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس راز کو تمام خلق سے مخفی رکھا اور نہ بیان فرمایا کہ اپنے حبیب کو کیا وحی فرمائی؟ اور محبّ ومحبوب میں ایسے راز ہوتے ہیں جن کو اُن کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (روح البیان) علما نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس شب میں جو آپؐ کو وحی فرمائی گئی وہ کئی قسم کے علوم تھے۔ ایک قسم تو علم شرائع واحکام جن کی سب کو تبلیغ کی جاتی ہے

دوسرے معارف الٰہیہ جو خواص کو بتائے جاتے ہیں۔ تیسرے حقائق و نتائج علوم ذوقیہ جو صرف اخص الخواص کو تلقین کیئے جاتے ہیں۔ اور ایک قسم کے وہ اسرار جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ خاص ہیں کوئی اُن کا تحمل نہیں کرسکتا۔'' (روح البیان)

11۔ **مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی ○** ''دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔''

تشریح نمبر 14 ۔'' آنکھ نے یعنی سید عالم **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** کے قلب مبارک نے اُس کی تصدیق کی جو چشمِ مبارک نے دیکھا معنی یہ ہیں کہ آنکھ سے دیکھا دل سے پہچانا اور اس رویت و معرفت میں شک و تردد نے راہ نہ پائی۔ اب یہ بات کہ کیا دیکھا؟ بعض مفسرین کا قول یہ ہے کہ جبرئیل کو دیکھا۔ لیکن مذہب صحیح یہ ہے کہ سید عالم **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** نے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کو دیکھا۔ اور یہ دیکھنا کس طرح تھا۔ چشم سر سے یا چشم دل سے؟ اس میں مفسرین کے دونوں قول پائے جاتے ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ سید عالم **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** نے رب العزت کو اپنے قلب مبارک سے دوبار دیکھا (رواہ مسلم) ایک جماعت اس طرف گئی کہ آپؐ نے ربِ عزوجلّ کو حقیقتہً جسم مبارک سے دیکھا۔ یہ قول حضرت انس بن مالک اور حسن بصری اور عکرمہ کا ہے اور حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو خلّت اور حضرت موسیٰؑ کو کلام اور سید عالم محمد مصطفیٰ کو اپنے دیدار سے امتیاز بخشا (صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیھم) کعب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے دوبار کلام فرمایا اور حضرت محمد مصطفیٰ **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** نے اللہ تعالیٰ کو دومرتبہ دیکھا (ترمذی) لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیدار کا انکار کیا اور آیت کو حضرت جبرئیل کے دیدار پر محمول کیا اور فرمایا کہ جو کوئی کہے کہ محمد (**صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم**) نے اپنے رب کو دیکھا اُس نے جھوٹ کہا اور سند میں **لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ** (6/ 103) تلاوت فرمائی۔ یہاں چند باتیں قابل لحاظ ہیں ایک یہ کہ حضرت عائشہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول نفی میں ہے اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اثبات میں ۔اور مثبت ہی مقدم ہوتا ہے۔ کیونکہ نافی کسی چیز کی نفی اس لئے کرتا ہے کہ اُس نے سُنا نہیں اور مثبت اثبات اس لئے کرتا ہے کہ اُس نے سُنا اور جانا تو علم مثبت کے پاس ہے۔ علاوہ بریں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کلام حضورؐ سے نقل نہیں کیا بلکہ آیت سے اپنے استنباط پر اعتماد فرمایا ہے یہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رائے ہے اور آیت میں ادراک یعنی احاطہ کی نفی ہے نہ کہ رُویت کی۔ مسئلہ صحیح یہ ہے کہ حضور **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** دیدار الٰہی سے مشرف فرمائے گئے۔ مسلم شریف کی حدیث مرفوع سے بھی یہی ثابت ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو بحرالامۃ ہیں وہ بھی اسی پر متفق ہیں۔ مسلم کی حدیث ہے رَاَیْتُ رَبِّیْ بِعَیْنِیْ وَبِقَلْبِیْ میں نے اپنے رب کو اپنی آنکھ وا پنے دل سے دیکھا حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ قسم کھاتے تھے کہ محمد مصطفیٰ **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** نے شبِ معراج اپنے رب کو دیکھا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں حدیث ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قائل ہوں حضور نے اپنے رب کو دیکھا اُس کو دیکھا اُس کو دیکھا۔ امام صاحب یہ فرماتے ہی رہے یہاں تک کہ سانس ختم ہوگیا۔''

12۔ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَایَرٰی o ''تو کیا تم اُن سے اُن کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو۔''

تشریح نمبر 15 ''یہ مشرکین کو خطاب ہے جو شبِ معراج کے واقعات کا انکار کرتے اور اس میں جھگڑتے تھے۔''

13۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی o ''اور اُنہوں نے تو وہ جلوہ دوبارد یکھا۔''

تشریح نمبر 16 ''کیونکہ تخفیف کی درخواستوں کے لئے چند بار عروج و زوال ہوا حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** نے رب عزوجل کو اپنے قلب مبارک سے دومرتبہ دیکھا اور اُن ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ

حضورؐ نے رب عزوجل کو آنکھ سے دیکھا۔“

14۔ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی o ”سدرۃ المنتہٰی کے پاس۔“

تشریح نمبر17 ”سدرۃ المنتہٰی ایک درخت ہے جس کی اصل (جڑ) چھٹے آسمان میں ہے اور اُس کی شاخیں ساتویں آسمان میں پھیلی ہیں اور بلندی میں وہ ساتویں آسماں سے بھی گزر گیا ہے۔ ملائکہ اور ارواح شہدا و اتقیا اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔“

15۔ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاوٰی o ”اس کے پاس جنت الماوٰی ہے۔“

16۔ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰی o ”جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔“

17۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی o ”آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔“

تشریح نمبر18 ”یعنی ملائکہ اور انوار“

تشریح نمبر19 ”اس میں سید عالم **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** کے کمال قوت کا اظہار ہے کہ اس مقام پر جہاں عقلیں حیرت زدہ ہیں آپؐ ثابت رہے اور جس نور کا دیدار مقصود تھا اُس سے بہرہ اندوز ہوئے دھنے بائیں کسی طرف ملتفت نہ ہوئے نہ مقصود کی دید سے آنکھ پھیری نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بے ہوش ہوئے بلکہ اس مقام عظیم میں ثابت رہے۔“

18۔ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی o

”بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔“

تشریح نمبر20 ”یعنی حضور سید عالم **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** نے شبِ معراج عجائب مُلک وملکوت کا ملاحظہ فرمایا اور آپ کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہوگیا۔ جیسا کہ حدیث اختصام ملائکہ میں وارد ہوا ہے اور دوسری اور احادیث میں آیا ہے۔“ (روح البیان) علامہ مرحومؒ کا ترجمہ و تشریحات ختم ہوئیں۔

(8/2) معراج کے سلسلے میں اس ترجمہ اورتشریح پر چند مزید وضاحتیں

سب سے پہلے یہ نوٹ کریں کہ جوشخص رضا صاحب کے اس ترجمہ اورتشریح کے خلاف کچھ اور کہے وہ ہرگز اہلسنت مذہب کا فرد نہیں ہے۔ دوسری چیز یہ نوٹ کریں کہ مندرجہ بالا معراج کے وقت حضرت عائشہؓ بمشکل چھ یا سات سال کی عمر رکھتی تھیں اور وہ ہرگز رسوؐل کے ساتھ رسوؐل کے گھر میں نہ رہتی تھیں لہٰذا معراج کے متعلق اُن کی کوئی بات قابلِ اعتبار نہیں ہوسکتی۔ نہ وہ اُس وقت ازواجِ رسولؐ میں داخل تھیں لہٰذا ان کے لئے علامہ نے جواحترامی الفاظ یا القاب صدیقہ وغیرہ لکھے ہیں وہ از راہ عقیدت ہیں۔ وہ عمر کھیلنے اور کھانے کی تھی۔ ایسے دقیق مسائل تک اُس عمر والی عقل بھی رسائی نہیں پا سکتی تھی۔ دراصل اُن کے بیان قریش نے اپنے زمانہ اقتدار میں گھڑ کر ان کے نام سے شائع کئے ہیں اور بس۔ پھر یہ نوٹ کریں کہ معراج کے متعلق جو جو قصّے اور گانے تیار ہوئے ہیں وہ سب علامہ کے ترجمے اور تشریح کی بنیاد پر ہیں۔ اس ترجمے کے لچکدار الفاظ میں بڑی گنجائش ہے۔ بہرحال ہم علامہ کو اور ان کے اس ترجمہ اور تشریحات کو پسند کرتے ہیں اُنہوں نے جو کچھ لکھا وہ اس سے زیادہ اور کچھ لکھ بھی نہیں سکتے تھے۔ ہم محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ اور آئمہ معصومین علیہم اسلام کے لئے اللہ کو دیکھنا کوئی بڑی بات نہیں سمجھتے ہم تو اُن کے وجود وظہور کو خود اللہ کا وجود وظہور سمجھتے ہیں۔ یہ وہ مقامات ہیں جن کو مادی دلائل وعقل سے سمجھا نہیں جا سکتا۔ بہرحال اِن کا مُنکر یقیناً گمراہ ہے۔ اور ضد بھی کرتا ہے تو جہنمی بھی ہے۔

(9) سوانح عمری ''رسوؐل مقبول'' مولوی محمد صالح صوفی نے معراج پر جو بیانات لکھے اُن میں قُریشی عقائد

یہ علامہ خود کو صوفی لکھتے ہیں مگر آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناپاک بھی مانتے ہیں۔ لہٰذا سینے کا چیرنا دل کو پاک کرنا لکھا ہے اور یہ چونتیس (34) معراجوں کا قائل

ہے۔اُس کا بیان سُنئے اور سابقہ بیانات پر جانچ کر صحیح اور غلط کو جدا کر لیجئے۔لکھا ہے کہ:

''معجزاتِ حضور پر نور سرور عالم فخر بنی آدم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں واقعہ معراج شریف بھی ایک عظیم معجزہ ہے۔ جمہور اھل اسلام معراج جسمانی حضور اقدس کے قائل ہیں ۔سب سے پہلے آیات قرآن مجید جس میں معراج کا ذکر ہے۔باترجمہ ارقام کی جاتی ہیں اُس کے بعد کیفیت معراج مختصر طور پر ھدیہ ناظرین کی جائے گی۔''

(9/1) محمد صالح صوفی کا ترجمہ

''پاک ذات ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے (محمدؐ) کو راتوں رات مسجد حرام سے اُس مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں تا ہم اُس کو دکھائیں اپنی قدرت کے کچھ نمونے بیشک وہی سُننے والا دیکھنے والا ہے۔'' (17/1)۔قسم ہے ستارے کی جبکہ گرے ۔1۔نہ بہکا تمہارا رفیق (یعنی محمدؐ) اور نہ بھٹکا۔ 2۔اور نہ بات کرتا ہے اپنے خواہشِ نفس سے۔3۔یہ (قرآن) تو وحی ہے جو اُس کو بھیجی جاتی ہے۔4۔اس کو سکھایا ہے بڑے طاقتور زورآور نے (یعنی جبرئیل نے)۔5۔پس وہ فرشتہ پورا نظر آیا۔ایسے حال میں کہ وہ آسمانوں کے اُونچے کنارے میں تھا۔پھر نزدیک ہوا اور اُتر آیا۔پس فاصلہ رہ گیا دو کمان کے برابر یا اس سے بھی زیادہ قریب۔ پھر اللہ نے وحی بھیجی اپنے بندے کی جانب جو کچھ بھیجی ۔نہیں جھوٹ ملایا پیغمبرؐ کے دل نے اس معاملے میں جو دیکھا۔تو کیا تم پیغمبرؐ سے اس پر جھگڑتے ہو جو اُس نے دیکھا۔اور بے شک اس کو دیکھا تھا ایک بار اور بھی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اُسکے نزدیک جنّت آرام گاہ ہے۔جب کہ اُس بیری پر چھا رہا تھا۔نہ پیغمبرؐ کی نظر بہکی اور نہ حد سے بڑھی۔بے شک اُس نے دیکھیں اپنی پروردگار کی بڑی نشانیاں۔''

(9/2) چونتیس معراجوں کا ہونا

محققین نے لکھا ہے کہ آپؐ کو چونتیس معراج ہوئے لیکن وہ مشہور معراج جس کا

قابلِ فخر حلّہ آدم ابوالبشر سے عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیا علیہم السلام کے گروہ میں محمد رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنایا گیا ایک بار ہوئی جس کا سچا واقعہ ہم بتفصیل ذیل ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

''جب آپ اکیاون برس آٹھ ماہ بیس روز کے ہوئے تو آپؐ کو معراج کا رتبہ عنایت ہوا۔ چنانچہ 27 رجب المرجب دوشنبہ کی رات کو آپ اپنی چچازاد بہن ام ھانی دختر ابوطالب کے گھر خواب استراحت فرمارہے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام حق تعالیٰ کا فرمان پاکر ایک قبول صورت میانہ قد جنّتی سفید مرکب جس کا نام براق ہے سلطان دو جہاں کے دروازے پر آ کھڑا کیا اور آداب ملحوظ رکھ کر آپ کو بیدار کیا آپ اُٹھے اور ادھر اُدھر دیکھا مگر جب کسی کو نہ پایا تو آنکھیں بند کرلیں اور پھر سو گئے۔ دوسری دفعہ بھی ایسا ہی ہوا۔ تیسری بار جبرئیل علیہ السلام نے پھر جگایا اور حطیم میں لاکر چوتھی بار سینہ چاک کیا قلب مبارک طلائی طشت میں آب زمزم سے دھویا۔ ایمان وحکمت اور تجلیات الٰہی سے معمور بنا کرسی دیا۔ پھر مژدہ سُنایا کہ فلکی سیاحت کے لئے تیار اور عالم علوی کے عجائبات کی سیر کے لئے براق پر سوار ہو جیئے۔ آپ اُس براق پر سوار ہوئے اور مسجد حرام سے یثرب کے نخلستان قطع کرتے ہوئے طور سینا پر گزرتے ہوئے اور بیت لحم دیکھتے ہوئے بیت المقدس پہنچے جہاں تمام انبیا علیہم السلام آپکے منتظر اور نماز میں آپؐ کا اقتدا کرنے کے خواہاں تھے۔ غرض اذان ہوئی اور سب نے وضو کیا آپ کو امام بنایا تمام انبیاؑ اور ملائکہ مقتدی بنے۔ نماز سے فارغ ہوکر آپؐ براق پر سوار ہوئے آسمانوں کی سیر کرتے انبیاؑ سے اپنے اپنے مقامِ اصلی پر ملاقات کرتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ پر جا پہنچے تو جبرئیلؑ نے رخصتی سلام کیا اور یہ کہہ کر کہ اس سے آگے قدم رکھنا سوائے آپؐ کے دوسرے کا کام نہیں ہے۔ واپس ہونے کی اجازت چاہی ۔ بقیہ مقامات اور فرشتوں نے طے کرائے۔ آگے چل کر براق بھی چلنے سے عاجز رہ گیا۔ اور

رفرف نے تخت کا کام دیا۔ پھر رفرف بھی چلنے سے عاری ہو گیا۔ جب کوئی سواری آپ کے پاس نہ رہی اور کوئی فرشتہ بھی آپؐ کو نظر نہ آیا تو آپ کو حیرت و پریشانی لاحق ہوئی۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کی جناب سے ندا ہوئی اُدْنُ یَا محمدؐ یعنی اے محمدؐ قریب آؤ۔ پس ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ٥ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ٥ پھر نزدیک ہوا اور اُتر آیا پس فاصلہ رہ گیا دو کمان کے برابر یا اس سے بھی زیادہ قریب۔ آپ رویت باری تعالیٰ سے مشرف ہوئے اور جو کچھ راز و نیاز کی باتیں ہوئیں ان کو کوئی کیا جانے فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی ٥ پھر اللہ نے وحی بھیجی اپنے بندے کی جانب جو کچھ بھی وحی بھیجی۔ اس کے بعد بارگاہِ احدیت سے آپ کی امت پر رات دن میں پچاس وقت کی نمازیں فرض ہوئیں۔ پھر آپؐ نے سبز رفرف پر سوار ہو کر عرش کی سیر کی۔ جب آپ جنّت، دوزخ، لوح، قلم، عرش، کرسی غرض تمام عجائباتِ علوی کی سیر کر چکے تو عالمِ دنیا کی طرف واپس ہوئے۔ راستے میں موسیٰ علیہ السلام سے ملاقی ہوئے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ پر کتنی نمازیں فرض کی گئیں آپ نے فرمایا کہ پچاس۔ مؤسیٰ نے کہا کہ میں تجربہ کر چکا ہوں روزانہ پچاس وقت کی نماز آپ کی ضعیف اُمت ادا نہیں کر سکے گی۔ جاؤ بارگاہ عالی سے تخفیف کا سوال کرو۔ آپ نے واپس جا کر بارگاہ عالی میں تخفیف چاہی تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں معاف فرمائیں۔ پھر موسیٰؑ کے پاس آئے انھوں نے پھر وہی بات کہی غرض پانچ بار آمد و رفت کے بعد پانچ نمازوں کی فرضیت باقی رہی۔ پھر آپ نے عالم دنیا کو اپنے وجود سے اعزاز بخشا اور اپنے وطن مکہ معظّمہ میں پہنچے جب خوابگاہ میں تشریف لے گئے تو بستر کو گرم اور زنجیر دَر کو ہلتا پایا۔" (صفحہ 80 تا 84)

(9/3) معراج کے اس بیان پر سرسری تنقید؟

مولانا محمد صالح نے کئی ایک ایسی باتیں لکھیں ہیں جن کا نہ مقصد لکھا اور نہ ہی اُن کی وجہ لکھی۔ اور نہ اُن کی معراج کیلئے ضرورت ہی تھی سینہ چیرنا وغیرہ محض خالص بکواس

ہے۔جبرئیلؑ کے بعد دیگر ملائکہ کا آگے لے جانا سراسر بے معنی اور متضاد تصور ہے۔

(10) تاریخ طبری سے معراج، قریشی ذہن سے مطابقت

''انس بن مالک سے مروی ہے کہ جس وقت رسوؐل اللہ کو نبوت ملی آپؐ کے پاس دو فرشتے جبرئیل اور میکائیل آئے۔آپ کعبے کے گرد سویا کرتے تھے۔قریش بھی کعبہ کے گرد سویا کرتے تھے۔اُنہوں نے کہا کہ ان میں سے ہم کوکس کے متعلق حکم ہوا ہے؟ پھر خود ہی دونوں نے کہا ہمیں ان کے سب سے زیادہ شریف کے متعلق حکم ہوا ہے۔اب وہ چلے گئے اور پھر قبلہ کی جانب سے آئے یہ تین تھے۔انہوں نے رسوؐل اللہ کو سوتا ہوا پایا۔انہوں نے آپ کو چت کر کے آپ کا پیٹ چاک کیا پھر زمزم سے پانی لا کر آپ کے پیٹ میں جس قدر شک ،شرک ، جاہلیت یا ضلالت کا میل کچیل تھا اُسے دھوڈالا اور اسکے بعد وہ ایک سونے کا طشت لے کر آئے جو ایمان اور حکمت سے مملو تھا آپ کے پیٹ اور اندرون کو ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا۔پھر وہ آپ کو اس سماء دنیا پر لے کر چڑھ گئے۔جبرئیل نے دروازہ کھلوایا۔اہل سماء نے پوچھا کون ہے؟ اُنہوں نے کہا جبرئیل۔پھر آسمان والوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ اُنہوں نے کہا محمدؐ ہیں اہل سماء نے پوچھا کیا وہ مبعوث ہو چکے؟ جبرئیل نے کہا کہ ہاں۔تب اہل سماء نے اُن کو خوش آمدید کہا۔اپنے ساتھ اُن کیلئے بھی دعا کی۔''

انبیاء کرامؑ سے ملاقات:

جب آپ آسمان میں داخل ہوئے وہاں آپ کو ایک بڑے شاندار اور تنومند شخص نظر آئے آپؐ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ آپ کے دادا آدم ہیں۔اس کے بعد آپ کو دوسرے آسمان پر لائے جبرئیل نے دروازہ کھلوایا وہاں بھی اُن سے وہی سوالات کئے گئے جو پہلے آسمان پر ہو چکے تھے جبرئیل نے بھی اسی طرح کے

جوابات دیئے (یہ سوالات و جوابات تمام آسمانوں پر ہوتے چلے گئے) جب آپ دوسرے آسمان میں داخل ہوئے یہاں آپ نے دو صاحبوں سے ملاقات کی۔ آپ نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہیں انہوں نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں آپ کے ننھیالی بھائی ہیں۔ یہاں سے آپ تیسرے آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں داخل ہوتے ہی ایک صاحب سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا یہ آپ کے بھائی یوسف ہیں۔ جن کو اللہ نے حُسن میں تمام لوگوں پر اسی طرح فضیلت دی ہے۔ جس طرح کہ ماہ کامل کو دوسرے تاروں پر فوقیت دی ہے۔ اب آپ چوتھے آسمان پر آئے۔ یہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ ادریسؑ ہیں اور پھر جبرئیل نے یہ آیت تلاوت کی **و رفعناہ مکانا علیا**۔ (اور ہم نے اس کو ادریس کو بلند مکان پر پہنچایا) یہاں سے آپ پانچویں آسمان پر تشریف لائے ایک صاحب سے ملاقات ہوئی آپ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا یہ ہارونؑ ہیں۔ آپ چھٹے آسمان پر آئے یہاں ایک صاحب ملے آپ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا یہ آپ کے باپ ابراہیمؑ ہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ: اس کے بعد آپ جنّت کو تشریف لے گئے وہاں ایک ایسی نہر ملی جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شریں تھا۔ اس کے دونوں طرف موتیوں کے محل تھے۔ آپ نے حضرت جبرئیل سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہی وہ کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا ہے اور یہ محل آپ کی قیام گاہ ہیں۔ جبرئیل نے وہاں سے ایک مٹھی مٹی اُٹھا کر آپ کو دکھائی جس میں سے خالص مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ یہاں سے وہ سدرۃ المنتہیٰ چلے یہ وہ گلاب بیری ہے جس کا بڑا پھل ڈول کے برابر ہوتا ہے اور جس کا سب سے چھوٹا دانہ انڈے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں اللہ عزّ وجلّ آپ کے قریب ہوگیا۔

اور اُن میں دو کمان یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ اللہ تبارک تعالیٰ کے اس قدر قریب آنے کی وجہ سے سدرہ پر رنگا رنگ کے دُرشہوار یاقوت زبرجد اور موتیوں کی بارش ہونے لگی۔ یہاں اللہ نے اپنے رسولؐ سے باتیں کیں، تفہیم کی تعلیم دی اور پچاس نمازیں فرض کیں واپسی پر جب آپ حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا اللہ نے تمہاری اُمت پر کیا فرض کیا آپ نے کہا پچاس نمازیں موسیٰؑ نے کہا اپنے رب کے پاس واپس جاؤ اوراس میں کمی کراؤ کیونکہ تمہاری اُمت بہت ضعیف القوی ہے اور کم عمر ہے اُس سے اس کی بجا آوری دشوار ہوگی ۔خود مجھے بنی اسرائیل سے یہ یہ تکالیف اُٹھانا پڑیں۔آپ اُن کے مشورے کے مطابق پھر اللہ کی جناب میں حاضر ہوئے اللہ نے دس نمازیں معاف کردیں۔ آپ پھر حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے انہوں نے کہا کہ پھر جاؤ اور کمی کراؤ۔غرضیکہ اسی طرح بار بار عرض کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے پچاس پانچ نمازیں فرض رکھیں۔اس پر بھی حضرت موسیٰؑ نے رسولؐ اللہ سے کہا کہ پھر واپس جاؤ اور اس میں بھی کمی کراؤ مگر آپ نے فرمایا۔بغیر آپ کی بات کی خلاف ورزی کیئے میں تو اب نہیں جاتا۔غیب سے بھی یہی رسولؐ کے دل میں القا ہوا کہ وہ واپس نہ ہوں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری بات بدلی نہیں جاسکتی میرے حکم اور فرض کو کوئی رد نہیں کرسکتا اور میری امت سے یہ نماز کی کمی عشر کی وجہ سے کی گئی ہے۔(ترجمہ تاریخ طبری حصہ اوّل صفحہ (81-80)

(10/1) قریشی گھٹیا عقائد پر ایک نظر ڈال لیں

یہاں بھی سینہ اور پیٹ کا آپریشن کرنا ضروری سمجھا گیا ہے۔کسی تکلیف کے ہونے نہ ہونے کا ذکر یہاں بھی نہیں ہے۔حضرت موسیٰؑ والی پریڈ کو ضروری سمجھا ہے۔اور رسولؐ اللہ کو بے تکلف دوڑایا گیا ہے۔واپسی میں نہ براق کا ذکر ہے نہ کوئی فرشتہ مذکور ہے نہ جاتے ہوئے کسی براق کا ذکر کیا گیا ہے۔عرش و کرسی کو غیر ضروری سمجھا گیا ہے یعنی معراج

کیلئے طبری کے زمانہ تک میں شارٹ کٹ (SHORT CUT) پیدا ہو گیا تھا۔

(11) تاریخ احمدی، خان بہادر شیخ احمد حسین اور معراج؟

شیخ صاحب معراج کو مناظرہ کی صورت میں مختلف تاریخوں کا کچومر یا سلاد بنا کر پیش کرتے ہیں یعنی: ''تاریخ ابو الفدا میں ہے کہ صاحب سیرت نے ذکر کیا ہے کہ آنحضرتؐ کو ابو طالبؑ کے مرنے سے پہلے معراج ہوئی تھی لیکن ابن جوزی کا قول ہے کہ اُن کی وفات کے بعد نبوت کے بارہویں سال معراج ہوئی۔ تفسیر در منثور سیوطی میں بروایت ابن مردویہ عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ ہجرت سے ایک سال پہلے سترہویں ربیع الاول کی شب کو رسولؐ مقبول مرتبہ عالیہ معراج پر فائز ہوئے۔ ابو الفدا لکھتا ہے کہ اہل علم کا اس باب میں اختلاف ہے کہ معراج جسم کے ساتھ ہوئی یا بطور خواب کے تھی۔ جمہور کی رائے تو یہی ہے کہ معراج جسمانی ہوئی مگر بعد کے لوگ اس طرف بھی گئے ہیں کہ معراج محض سچا خواب تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتماب کو معراج جسدی نہیں ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کی روح کو شب معراج میں سیر کرائی اور معاویہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے کہ معراج سچے خواب کے طور پر ہوئی۔ نیز ابن اسحٰق اور ابن جریر نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ شب معراج رسولؐ مقبول کا جسد اقدس بدستور اپنی جگہ رہا اور اللہ نے آپکی روح اطہر کو آسمانوں کی سیر کرائی اور مُلا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں کہ واقعہ معراج جسدی یعنی رسولؐ مقبول کا بحالت بیداری سماوات اور مقامات عالیہ کی سیر فرمانا حق ہے۔ اور اس کی حدیث طُرق متعددہ سے ثابت ہے۔ پس جو شخص کہ معراج جسمانی کی تردید کرے اور اُس کی صحت پر ایمان نہ لائے وہ گمراہ اور بدعتی ہے۔ اور شفائے قاضی عیاض میں ہے کہ اہل اسلام میں معراج نبوی کی صحت کے متعلق اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا ثبوت نص قرآن سے ہے۔ نیز کتاب موصوف میں ابو الحمراء سے مروی ہے کہ جناب

رسول کریم نے فرمایا کہ جب میں نے (شب معراج میں) آسمانوں کی سیر کی تو عرش پر لکھا ہوا دیکھا **لا الہ الااللّٰہ محمدؐ رسول اللّٰہ ایَّدتُہٗ بِعَلِیؑ** اور تفسیر دُرِمنثور سیوطی میں بروایت ابن عدی اور ابن عساکر انس بن مالک سے جناب رسالتماب کا یہ ارشاد منقول ہے کہ جب مجھ کو معراج ہوئی تو میں نے ساق عرش پر لکھا ہوا دیکھا **لا الہ الااللّٰہ محمدؐ رسول اللّٰہ ایَّدتُہٗ بِعَلِیؑ** یعنی سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے محمدؐ اس کے رسوؐل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسوؐل کی نصرت علیؑ سے فرمائی۔'' (تاریخ احمدی صفحہ 24-23)

(11/1) تاریخ احمدی کے کچھ مر پر ایک نظر

چونکہ تاریخ احمدی شیعوں کی طرف سے بطور مناظرہ لکھی گئی ہے اس لئے اس کی ہر ہر سطر میں تاریخوں کے حوالوں کی بھر مار کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان حوالوں کی عربی بھی حاشیہ میں لکھی ہے تا کہ قاری کو مرعوب کیا جا سکے لیکن حال یہ ہے کہ معراج کے جسمانی اور روحانی بیانات پر کافی وقت ضائع کرنے کے باوجود دلیل کے ساتھ نہ جسمانی معراج ثابت کی نہ روحانی پر ثبوت دیا۔ بکواس کرتے گزر گئے اور اچانک بلا کسی دلیل کے کلمہ میں حضرت علیؑ کا ذکر کر کے شیعوں کو خوش ہونے کا موقع دے کر معراج کی بات بلا کسی نوٹس کے ختم کر دی ہے۔

(12) تاریخ اسلام، مرتبہ ایس ذاکر حسین جعفر میں معراج کس صورت میں اور کتنا ہے

''27 رجب ۱۲ بعثت کی رات کو جب آنحضرتؐ اُم ھانی بنت ابو طالبؑ کے گھر میں مصلّے پر تھے اور سونے کا انتظام کر رہے تھے اور سب لوگ خواب میں تھے۔ جبرئیل آنحضرتؐ کے پاس آئے اور اٹھا کر آپ کو حرم کعبہ میں لے گئے اور ایک بہشتی جانور پر جس کا نام براق ہے سوار کر کے مسجد اقصیٰ میں لے گئے جو بیت المقدس میں ہے

وہاں سب انبیا کی روحوں سے ملاقات ہوئی اور آپؐ نے سب کے ساتھ امامت کی اور وہاں سے روانہ ہو کر سدرۃ تک پہنچے جو ایک درخت ساتویں آسمان پر ہے۔ یہاں پر حضرت جبرئیل رہ گئے اور انہوں نے کہا کہ اگر ہم بال برابر بھی آگے بڑھیں تو ہمارے بال و پر تجلی کی روشنی سے جل جائیں۔ یہاں براق بھی رہ گیا اور آپ ایک تخت پر جس کو رفرف کہتے ہیں روانہ ہوئے اور قربِ الٰہی سے فائز ہوئے۔ یہاں جو دیکھا سو دیکھا اور جو سُنا تو سنا۔ اسی اثنا میں بہشت اور دوزخ کی بھی سیر کی اور ہر اُمت کا مقام ملاحظہ فرمایا۔ اور آن کی آن میں واپس اپنے گھر آ پہنچے۔ (روضۃ الاحباب وحیات القلوب) ہم نے مشہور روایت پر اکتفا کیا ہے۔ ورنہ اس میں مورخین کو اختلاف ہے کہ معراج قبل وفات ابو طالب ہوئی یا بعد۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ ہفتہ کی رات سترہویں رمضان کو یا رجب میں یا ربیع الاول میں 12 بعثت میں۔ ایک دفعہ معراج ہوئی یا کئی دفعہ۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ رسولؐ خدا صلعم جسم سمیت گئے تھے یا آپ کو خواب صادق ہوا تھا۔ یعنی جسمانی ہوئی تھی یا روحانی۔ عائشہ اور معاویہ اور حسن بصری صرف روحانی معراج کے قائل ہیں۔ مگر عام اعتقاد مسلمانوں کا یہی ہے کہ حضرت مع جسم کے آسمان پر تشریف لے گئے تھے۔" (روضۃ الاحباب)

(13)۔ معراج کے منکرین سے تعارف اور معراج کا حال، اسوۃ الرسولؐ فوق بلگرامی سے

فوق بلگرامی لکھتے ہیں کہ "بروایت ابنِ سعد خداوند عالم نے شعب ابی طالب کی مصیبت سے مخلصی کے بعد جناب رسالتماب **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کو رتبہ معراج جسمانی عطا فرما کر آپ کی خاص مرتبہ افزائی فرمائی۔ اور راتوں رات کرشمہ قدرت نے براۃ العین تمام ملکوت سمٰوات کی سیر کرائی جس کی خبر آیہ وافی ھدایہ؛ وہ خدا (عجز و درماندگی کے عیب سے) پاک ہے جو اپنے بندے (محمدؐ) کو راتوں رات مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد

اقصا (بیت المقدس) تک لے گیا جس کے گرداگرد ہم نے (دنیا و دین) کی برکتیں دے رکھی ہیں (اس میں اُن کے جانے سے مقصود یہ تھا کہ) ہم اُن کو اپنی (قدرت) کے نمونہ کی سیر کرائیں اور (اُن کو بعض اسرارِ غیب معلوم ہوں) ورنہ اصل سُننے والا دیکھنے والا (یعنی غیب داں) وہی خدا ہے۔ترجمہ شمس العلما حافظ نذیر احمد صاحب سے پورے طور پر ہویدا و آشکار ہے۔

واقعہ معراج کی تعین سال میں اختلاف ہے لیکن علی الاکثر محدثین و مورخین نے ۱۰ سنہ نبوت پر اتفاق کیا ہے اور شبلی صاحب نے ابن سعد ہی کے مختار پر اعتبار فرمایا ہے۔ابتدا سے لے کر اس وقت تک علما و حکمائے اسلام میں یہ واقعہ تاریخی حیثیت سے زیادہ بحث معقول و منقول کی صورت میں دکھلایا گیا ہے۔جانبین سے خوب خوب طبع آزمائیاں اور خامہ فرسائیاں ہوئی ہیں۔اس کی پوری حقیقت اپنی حد تعقل کے مطابق تو ہم اس سلسلے کی پانچویں جلد میں پوری تفصیل سے لکھیں گے انشاء اللہ المستعان۔لیکن تمہیداً حسب ذیل اشارات کر دینا ضروری و مناسب ہے۔

قدرت الٰہی کو جب اس کے تمام صفات و تصرفات کے ساتھ ہم اور ہمارے علما حکما تسلیم کر چکے ہیں اور اس سے بھی زیادہ ناممکنات کو مشاھدہ عینی اور بدیہات یقینی کے برابر مان چکے ہیں۔تو پھر جبروت قدرت کے اس سہل اور آسان مظاہرہ کو مشکل و دشوار اور خارج از امکان کیسے کہہ سکتے ہیں۔سر سید احمد خان مرحوم کو اس مسئلہ میں خاص طور پر تامل رہا ہے اور انھوں نے بڑے شدّ و مد اور ردّ و کدّ سے خطبات احمدیہ میں معراج کی تمام مرویات مندرجہ کتب اسلامیہ کی تردید و تکذیب فرمائی ہے۔گویا معراج جسمانی کے تمام دلائل و براھین کو غلط ٹھہرا کر اُم المومنین عائشہ اور امیر معاویہ کی مرویات پر اپنا مختار قائم کیا ہے۔اور اس واقعہ کو ایک خواب کے پیمانہ پر معمولاً سمجھا ہے۔حالانکہ یہ دونوں مرویات اعتبار کردہ

سید صاحب حدیثوں کے اصول تنقید کے مطابق مراسیل اور موقوف الاسناد احادیث ثابت ہوتی ہیں کیونکہ وقت وقوع اس کا ۵ سال بعثت ثابت ہوتا ہے جس کو سید صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں۔تو پھر اس وقت حضرت عائشہ شرف زوجیت میں آئی کہاں تھیں؟ غالباً جناب صدیقہ کبریٰ خدیجہ بقید حیات تھیں۔اس لئے اُن کا بیان کیسے صحیح اور قابل اعتبار ہوسکتا ہے؟ وہی حالت معاویہ صاحب کی ہے وہ شاید اگر پیدا بھی ہو چکے ہوں تو دودھ پیتے بچہ ہوں گے۔اس لئے قابل الروایات نہیں۔اور اصول تنقید احادیث کی رُو سے تو ۸ ھجری تک جب تک یہ اسلام سے مشرف ہوئے کسی مسلمان کے آگے قابل الروایات ہو بھی نہیں سکتے۔اس کے علاوہ قاعدہ تنقید کے مطابق یہ دونوں حضرات اگر موجود بھی ہوں اور قابل الروایات بھی ہوں تاہم شریک واقعہ نہ تھے۔جو جسم مطہر رسولؐ کو بستر مبارک پر رہنا دیکھ سکے ہوں۔کیونکہ باتفاق جمہور واقعہ معراج مکہ معظّمہ میں حضرت ام ھانی بنت ابی طالبؑ کے گھر میں واقع ہوا(ابن اثیر۔ابن ھشام۔قسطلانی وغیرھم) تیسرے راوی حسن بصری ہیں جو صحابی بھی نہیں۔تابعی ہیں۔اور یقیناً اُس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔اس لئے ثابت ہو گیا کہ ان حضرات میں سے کوئی صاحب شریک واقعہ نہیں تھے۔اس بنا پر کسی کا بیان نہ قابل اندراج ہوسکتا ہے نہ لایق احتجاج۔سید صاحب اپنے خاص اصول طبعی کے مطابق بکواس کرتے ہوئے گزر گئے۔''(اُسوۃ جلد 2 صفحہ 258..257)

یہاں سے لمبی لمبی اور غیر دلچسپ روایات سامنے آئیں گی اُن کو پڑھتے ہوئے یہ حقیقت ذہن نشین رہنا چاہیے کہ آنحضرتؐ جسمانی صورت میں پہلی مرتبہ آسمانوں اور فضاؤں میں جا رہے ہیں جہاں موجودہ صورت میں انہیں کوئی نہیں پہچانتا۔اس لئے بہت سی ایسی باتیں پڑھنے کو ملیں گی جو آپ کو پسند نہ آئیں گی اس کا سبب یہ ہے کہ جبرئیل آنحضرت **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کا تعارف تمام ملائکہ اور سماوی مخلوقات سے کرائیں گے اُن کی پوزیشن

بتائیں گے اور اُن سے اجنبیت کو دور کریں گے اور انہیں اُسی مقام پر لائیں گے جو کروڑوں سال عالمِ انوار میں رہا تھا۔

(14) علامہ عمّار علی صاحب تفسیرِ عمدۃ البیان سے معراج شیعی نقطہ نظر سے؟؟؟

یہ تفسیر 1306 ہجری میں شائع ہوئی تھی۔ اور اس پر غفرانی یعنی دلدار علی مجتہد کے پوتے محمد تقی مجتہد بن سید حسین مجتہد بن دلدار علی مجتہد نے 1256ھ میں تصدیق لکھی تھی۔ یعنی ہندوستان کے پہلے مجتہد کے خاندان نے اس تفسیر کو اپنی سند دی تھی۔ یہ وہی خاندان ہے جس کی ہم نے اپنی کتاب مذہب شیعہ میں بھرپور مذمت لکھی ہے۔ بہرحال معراج کے متعلق سو سال پہلے کی تحریرات ملاحظہ ہوں، لکھتے ہیں۔

" سُبۡحَانَ اسم ہے بمعنی تسبیح اور مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اور جناب رسوؐل خدا صلعم سے سبحان کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا کہ پاک جانتا ہوں میں اُس کو ہر عیب اور نقصان سے اور تحقیق سبحان کی لفظ کی تفصیل سے مسلم کی شرح میں ہے یعنی سُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ پاک جانتا ہوں پاک جاننا اُس شخص کو کہ لے گیا وہ بندے اپنے کو یعنی محمد صلعم کو لَیۡلاً رات کو مِنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ مسجد حرام سے کہ وہ بیت اللہ کے گرد ہے اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا طرف مسجد اقصیٰ کے کہ وہ آسمان پر ہے مقابلہ میں بیت اللہ کے۔ یہ قصّہ جناب رسوؐل خدا کے معراج کا ہے۔ اور اسرٰی رات کے چلنے کو کہتے ہیں اور وہ حضرت مسجد الحرام سے واسطے معراج کے آسمانوں پر تشریف لے گئے تھے۔ اور اکثر آدمی کہتے ہیں کہ ام ھانی کے گھر سے تشریف لے گئے تھے۔ اور مسجد اقصیٰ کو اکثر کہتے ہیں کہ وہ بیت المقدس ہے اور تفسیر مجمع البحرین میں بھی لکھا ہے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ وہ آسمان پر ہے مقابلہ میں بیت اللہ کے اور ذکر اُس کا انشاء اللہ تعالیٰ بعد اس کے آتا ہے اور مسجد اقصیٰ کی

تعریف میں خدا تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ اَلَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَهٗ وہ مسجد کہ برکت دی ہے ہم نے گرد اُس کے کو ملائکہ سے کہ وہاں کثرت ہے فرشتوں کی اور ہزاروں فرشتے اُس میں داخل ہوتے ہیں۔ اور لوگوں میں مشہور یہ ہے کہ مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس ہے۔ لیکن روایات آئمہ معصومینؑ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسجد آسمان پر ہے مقابلے میں بیت اللہ کے۔ قُمی نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے۔۔۔۔۔ کہ۔

(14/1) سو سال قدیم اُردو کو روزمرہ کی زبان میں لکھنا مفید ہوگا

یہ چند سطور بطورِ نمونہ لکھی گئی ہیں تا کہ آپ دیکھ سکیں کہ تفسیر عمدۃ البیان کی سو سالہ پرانی اُردو سمجھنے میں آپ کو کتنی دقت پیش آئے گی لہٰذا اب ہم اپنی آج کل کی اردو میں مذکورہ تفسیر سے معراج کے حالات کو ازسرنو اوّل سے آخر تک لکھیں گے۔ الفاظ ہمارے ہوں گے مطالب تفسیر عمدۃ البیان کے ہوں گے۔

(14/2) سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کی تفسیر و ترجمہ دوبارہ سُنیئے

''پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے محمدؐ کو رات میں مسجد حرام سے جو بیت اللہ ہے مسجد اقصیٰ کی طرف جو کہ آسمان پر ہے بیت اللہ کے محاذ میں ہے اور ہم نے اس کے ماحول کو بابرکت بنا رکھا ہے۔ وہاں ہر وقت ملائکہ کثرت سے موجود رہتے ہیں اور ہزاروں فرشتے زیارت کے لئے آتے جاتے رہتے ہیں۔''

''اس آیت میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کی معراج کا ذکر کیا گیا ہے اور لفظ اسریٰ کے معنی رات کو سفر کرنا ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام معراج کیلئے آسمانوں پر تشریف لے گئے تھے۔ اور لوگوں کی کثرت یہ کہتی ہے کہ آپؐ ام ھانی بنت ابی طالبؑ کے گھر سے معراج کو تشریف لے گئے تھے۔ مسجد اقصیٰ کو بھی اکثریت بیت المقدس کہتی ہے اور خود تفسیر مجمع البحرین میں بھی یہی مانا گیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسجد اقصیٰ آسمان پر ہے

اور کعبہ کے محاذ میں بنائی گئی ہے۔اس پر بعد میں تفصیل آنے والی ہے۔مسجد اقصیٰ ہی کی تعریف میں اللہ نے اس کے ماحول کا بابرکت ہونا بیان فرمایا ہے۔مطلب یہ ہے کہ وہاں ملائکہ کی کثرت موجود رہتی ہے اور ہزاروں فرشتے یکے بعد دیگرے وہاں عبادت کے لئے آتے جاتے رہتے ہیں۔لوگوں میں تو مسجد اقصیٰ کو بیت المقدس ہی سمجھا جاتا ہے لیکن آئمہ معصومین علیہم السلام کے بیانات سے مسجد اقصیٰ کو آسمانوں پر بتایا گیا اور اس کی جائے وقوع کعبہ کے بلمقابل بتائی گئی ہے۔تفسیر قمی میں ہے کہ ایک مرتبہ امام محمد باقرؑ مسجد حرام میں بیٹھے تھے۔انہوں نے ایک دفعہ تو آسمان کی طرف نظر کی اور پھر کعبہ پر نظر ڈالی اور یہی آیت پڑھی **سبحان الذی اسریٰ بعبدہ** اور تین مرتبہ اسی کو تلاوت فرمایا اور جناب اسماعیل جعفیؒ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے عراق کے باشندے اِس آیت کے سلسلے میں عراق کے مسلمان کیا کہتے ہیں؟ کہ خدا پیغمبرؐ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا؟ انہوں نے کہا کہ وہ تو بیت المقدس کی طرف جانا مانتے ہیں۔آپؑ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے۔مطلب یہ ہے کہ اللہ محمدؐ کو یہاں سے وہاں تک لے گیا۔اور ساتھ ہی آسمان کی طرف اشارہ بھی فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان حرم ہے۔اور عیاشی نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ کسی نے حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ دونوں مسجدیں کون سی ہیں جن کی بزرگی کا ذکر کیا گیا ہے؟ فرمایا کہ ایک مسجد الحرام اور دوسری مسجد رسولؐ ہے۔کسی شخص نے کہا کہ مسجد اقصیٰ کہاں ہے؟ فرمایا کہ وہ آسمان پر ہے کہ جہاں جناب رسولؐ خدا تشریف لے گئے تھے۔پھر کسی نے کہا کہ لوگ تو مسجد اقصیٰ بیت المقدس کو کہتے ہیں۔فرمایا کہ مسجد اقصیٰ سے تو مسجد کوفہ ہی افضل ہے۔پس ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ مسجد اقصیٰ سے مراد وہ مسجد ہے جو آسمان پر ہے۔لیکن معراج کے سفر میں آنحضرتؐ بیت المقدس میں بھی گئے تھے۔اور خدا نے اسی آیت میں یہ بھی فرمایا ہے کہ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ۝ تا کہ ہم رسولؐ کو اپنی قدرت

میں سے نشانیاں دکھائیں۔'' لہٰذا آنحضرتؐ تھوڑے سے ہی عرصے میں مکہ سے شام کو گئے اور بیت المقدس کو دیکھا اور وہاں انبیاؑ سے ملاقات کی اور آسمانوں کے عجائب وغرایب کا ملاحظہ کیا جس کا ذکر بعد میں آنے والا ہے۔ اور فرمایا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ٥ تحقیق وہ خدا کفار کو معراج کے جھٹلانے کی باتیں سننے والا ہے اور مومنین کے معراج کو قبول کرنے کو دیکھنے والا ہے۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ کو معراج دو مرتبہ ہوئی تھی۔ اور جاننا چاہئے کہ معراج حضورؐ کو اسی بدن اور روح کے ساتھ حالت بیداری میں ہوئی تھی۔ اور جو کوئی جسمانی معراج کا منکر اور روحانی معراج کا قائل ہے وہ گمراہ اور بدعتی ہے اور اللہ کی قدرت کا منکر ہے۔ معراج ہونے پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور قرآن شریف سے معراج کا واقع ہونا ثابت ہے اور جو کوئی اس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی معراج کی تکذیب کرے اُس نے جناب رسولؐ خدا کو جھٹلایا ہے۔ اور یہ کہ معراج کب ہوئی اس میں اختلاف ہے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ شنبہ کی رات ماہ رمضان کی سترہویں تاریخ یا اکیسویں کو ہجرت سے چھ ماہ پہلے واقع ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ سترہویں ربیع الاول کو ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ رجب کی ستائیسویں کو معراج ہوئی۔ اور ہجرت کے بعد بھی معراج کا ہونا مانا گیا ہے جو کہ مدینہ میں واقع ہوا۔ اور عائشہ اور معاویہ معراج جسمانی کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں معراج ہوئی ہی نہیں۔ پھر معراج کی کیفیت میں بھی اختلاف ہے۔ کچھ کہتے ہیں کہ آپؐ کو بیت اللہ سے لے جایا گیا اور مشہور یہی ہے کہ آپؐ کو اُم ہانی کے گھر سے معراج کو لے گئے تھے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ جبرئیل براق لے کر آئے تھے۔ اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل براق لے کر آئے تھے اُن میں سے ایک تو لگام پکڑے ہوئے تھا۔ اور ایک رکاب کو تھامے ہوئے تھا اور ایک اس کا لباس درست کرتا تھا۔ اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ براق خچر سے

چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اور مجمع البیان میں ہے کہ چہرہ اُس کا آدمیوں جیسا تھا۔اور دم گائے کی مانند تھی اور بال اُس کے گھوڑے ایسے تھے۔اور پاؤں اونٹ کی مانند تھے۔اور اس کے دو بازو تھے۔امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی آنکھیں اس کے سموں میں تھیں اور اس کا ایک قدم نظر کی درازی کے برابر تھا۔اور کافی میں لکھا ہے کہ جس وقت وہ پہاڑ پر چڑھتا تھا تو اس کے ہاتھ یعنی اگلے پیر چھوٹے ہو جاتے تھے اور پچھلے پیر دراز ہو جاتے تھے تا کہ کمر برابر لیول میں رہے۔اور جب پہاڑ سے اُترتا تھا تو اس کے ہاتھ دراز اور پاؤں چھوٹے ہو جاتے تھے۔تا کہ سوار کا بدن آگے کو نہ جھکے اور بال اس کے اس کی گردن کے داھنی طرف تھے۔اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے بتایا تھا کہ اللہ نے جو میرے لئے براق کو بھیجا تھا وہ بہشت کے گھوڑوں میں سے تھا۔نہ بہت چھوٹا تھا نہ بہت بڑا تھا۔اگر اللہ تعالیٰ اُس کو آزادی دے دے تو وہ ایک زقند میں دنیا اور مقامات آخری سے گزر جائے۔اور کہتے ہیں کہ جبرئیل وہ گھوڑا لائے تو رسولؐ خدا صلعم نے اس آبِ کوثر میں جو جبرئیل بہشت سے لائے تھے آب زمزم ملا کر غسل فرمایا اور وضو کیا تھا۔ اور یہ جو کہا گیا ہے کہ رسولؐ اللہ کا پیٹ چیرا گیا اور اُن کے دل کو دھو کر پاک کیا گیا یہ قول غلط ہے اور بکواس ہے۔اس لئے کہ رسولؐ تو ابتدائی عمر سے پاک و پاکیزہ تھے۔اُن کے دل کو پاک کرنے کی احتیاج ہی نہ تھی اور قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل براق کو حضرتؐ کے پاس لائے اور کوئی تو ان میں سے اس کی لگام کو پکڑے ہوئے تھا اور کوئی رکاب کو اور کوئی زین کو تھامے ہوئے تھا۔جس وقت حضورؐ اس پر سوار ہونے لگے تو براق بِدَ کنے لگا۔جبرئیل نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا کہ ٹھہر جا آپؐ سے پہلے نہ تو تجھ پر ایسا پیغمبرؐ سوار ہوا ہے نہ آج کے بعد اِن سے بہتر سوار ہوگا۔ساری مخلوقات سے بزرگ ہستی تجھ پر سوار ہوئی ہے۔اور بعضے کہتے

ہیں کہ براق نے جبرئیل سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کے رسولؐ اللہ قیامت کے روز بھی مجھ ہی پرسوار ہوں ۔ حضورؐ نے قبول فرمایا تو براق راستی پر آ گیا۔حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسولؐ خدا براق پرسوار ہوئے تو براق تھوڑا سا بلند ہوااور پھر چلا۔جبرئیل آپؐ کے ہمراہ تھے۔اور زمین و آسمان کی ہر عجیب شے دکھاتے جاتے تھے۔حضورؐ فرماتے ہیں کہ میں اسی طرح چلا جا رہا تھا کہ دہنی طرف سے ایک آواز آئی میں نے اس کی طرف توجہ نہ کی اور بڑھتا چلا گیا۔پھر بائیں طرف سے کسی نے آواز دی ۔اُس کو بھی میں نے جواب نہ دیا۔اس کے بعد ایک عورت برھنہ ہاتھوں ساری دنیا کی زیب و زینت سے آراستہ میرے آگے آئی اور کہا کہ اے محمدؐ میری طرف دیکھو تا کہ میں تم سے کچھ باتیں کروں۔ میں نے اُسے بھی جواب نہ دیا۔پھر کچھ دور چلنے پر مجھے ایک بے قرار کرنے والی آواز آئی۔اتنے میں جبرئیل نے مجھے ایک مقام پر اُتارا اور نماز پڑھنے کو کہا۔میں نے نماز پڑھ لی تو جبرئیل نے کہا کہ جانتے ہو تم نے کہاں نماز پڑھی میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو جبرئیل نے بتایا کہ آپ نے مدینہ میں نماز پڑھی ہے اور یہی جگہ تمہارے ہجرت کر کے آنے کی ہے۔پھر میں سوار ہوا اور جہاں تک خدا نے چاہا مسافت طے کی ۔ چنانچہ جبرئیل نے مجھے اُتارا اور نماز پڑھنے کو کہا۔ میں نے نماز ادا کی تو جبرئیل نے اس مقام کے متعلق بتایا کہ یہ طورِ سینا ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ سے ہم کلام ہوئے تھے۔پھر ہم وہاں سے روانہ ہوئے۔پھر ایک جگہ پہنچ کر جبرئیل نے مجھے اُتارا اور نماز پڑھوائی اور بتایا کہ یہ بیت لحم ہے جو نواح بیت المقدس میں ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔پھر سوار ہو کر ہم بیت المقدس میں آئے اور وہاں اُتر کر براق کو دروازہ کی اس کنڈی سے باندھا جس سے باقی انبیا علیہم السلام باندھا کرتے تھے۔اور میں مسجد میں داخل ہوا اور جبرئیل میرے پہلو میں تھے اور وہاں میں نے حضرت ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو مع دیگر انبیاؑ کے موجود پایا جو میری عزت و حرمت کے

لئے اللہ نے وہاں جمع کیئے تھے۔اور اقامت نماز کہی گئی مجھ کو گمان ہوا کہ جبرئیل آگے بڑھ کر سب کو نماز پڑھائیں گے۔جس وقت نماز کے لئے صفیں کھڑی ہوگئیں تو جبرئیل نے میرا بازو پکڑ کر سب کے آگے کھڑا کیا اور مجھے امام جماعت بنایا۔اور میں نے سب کو نماز پڑھائی۔اس کے بعد میرے پاس خزانہ دار تین پیالے لایا ایک میں دودھ تھا۔دوسرے میں پانی تھا اور تیسرے میں شراب تھی۔ھاتف نے آواز دی کہ اگر یہ پانی کے پیالے کو لے گا تو یہ اور اس کی امت غرق ہو جائے گی۔اور اگر شراب لے گا تو یہ اور اس کی امت گمراہ ہو جائیں گے۔اور اگر دودھ لے گا تو ہدایت پائیں گے۔میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا اور اس میں سے کچھ پی لیا۔تو جبرئیل نے کہا کہ ھدایت پائی تو نے اور تیری امت نے۔پھر جبرئیل نے پوچھا کہ آپ نے اس سفر میں کیا کیا دیکھا۔اور سُنا؟ میں نے کہا کہ میں نے دہنی طرف سے ایک آواز سُنی تھی۔اور پھر بائیں طرف سے ایک آواز سُنی تھی۔اور ایک آراستہ پیراستہ عورت کو اپنے آگے دیکھا تھا۔میں نے کسی کو جواب نہ دیا تھا۔جبرئیل نے کہا کہ دہنی طرف یہودی مذہب کی دعوت دینے والا تھا۔اگر آپؐ اُن کو جواب دیتے تو آپؐ کی امت یہودی ہو جاتی اور بائیں طرف سے پکارنے والا نصارا کا مدعی تھا اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی اُمت نصرانی ہو جاتی۔اور آپ کے آگے جو عورت آراستہ ہو کر آئی تھی وہ دنیا تھی اگر آپؐ اس کو جواب دیتے تو تمہاری امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے ایک آواز سُنی کہ مجھے اس سے خوف محسوس ہوا۔جبرئیل نے پوچھا کہ آپ نے یہ آواز سُنی ہے؟ میں نے کہا ہاں سُنی ہے۔جبرئیل نے کہا کہ ستر سال پہلے میں نے ایک پتھر دوزخ میں ڈالا تھا وہ اس وقت دوزخ کی تہہ میں زمین پر جا کر ٹھہرا ہے۔اور کہتے ہیں کہ جب تک رسوؐل اللہ رہے پھر کبھی نہ ھنسے۔اور فرمایا حضرتؐ نے کہ میں وہاں سے جبرئیل کے ہمراہ پہلے آسمان پر گیا۔اور وہاں ایک فرشتے کو دیکھا جس کو اسماعیل یا

سموعیل کہتے ہیں۔ وہ فرشتہ شیاطین پر ستارے پھینکتا ہے۔اوراس کے زیرِ حکم ستر ہزار فرشتے ہیں۔اور ہر فرشتے کے ماتحت ستر ستر ہزار فرشتے ہیں۔اس نے جبرئیل سے پوچھا کہ تمہارے ہمراہ یہ کون صاحب ہیں؟ کہا کہ محمد صلعم ہیں۔ پھراس نے پوچھا کہ کیا اُن کو پیغمبری مل گئی ہے۔ کہا کہ ہاں۔اس فرشتے نے دروازہ کو کھولا۔ میں نے اس کو سلام کیا اور کہا کہ مرحبا برادر صالح اور پیغمبر صالح نے اور تمام فرشتوں نے بڑے شوق سے ملاقات کی اور سب خوش تھے۔ یہاں تک کہ ایک فرشتہ پر ہمارا گزر رہا کہ وہ بہت بلند اور بد صورت تھا اور غصّہ میں بھرا ہوا تھا۔ دعا تو اس نے بھی کی مگر اور فرشتوں کی مانند ہنسا نہیں۔ میں نے معلوم کیا اور جبرئیل نے بتایا کہ ہم بھی اس سے ڈرتے ہیں یہ حضرت مالک ہیں دوزخ کے یہ کبھی نہیں ہنستے اور دشمنانِ خدا پر اور گنہگاروں پر ہمیشہ اُن کا غضب رہتا ہے۔اگر یہ کسی اور پر ہنسا ہوتا تو آپ کو دیکھ کر بھی ھنستا۔ میں نے اُسے اور اُس نے مجھے سلام کیا اُس نے مجھے بشارت دی۔ میں نے دوزخ کو دیکھنے کی تمنا ظاہر کی جبرئیل نے اس سے کہا کہ دوزخ دکھا دو۔اس نے ایک پردہ دوزخ کا اٹھایا ناگاہ ایک شعلہ نے جوش مارا اور آسمان کو بلند ہوا میں اس سے ڈرا کہ کہیں مجھ کو یہ نہ لے جائے۔ میں نے جبرئیل سے کہا کہ اس کو کہہ یہ شعلہ واپس دوزخ میں پھیر دے اور دوزخ کا دروازہ بند کرے۔ مالک نے اس شعلے کو بند کیا۔اور ہم وہاں سے آگے روانہ ہوئے۔تو ایک مرد گندمی رنگ کا بزرگ نظر پڑا۔ جبرئیل نے بتایا کہ یہ تمہارا باپ آدمؑ ہے انہوں نے مجھے اور میں نے انہیں سلام کیا اور میرے واسطے استغفار کیا اور میں نے اُن کے لئے استغفار کیا۔اور مجھ سے کہا کہ خوش ہوا اے فرزند مرحبا کہ تم زمانہ نیک میں بھیجے ہوئے نیک پیغمبر ہو۔اور وہاں سے آگے کو روانہ ہوئے تو ایک فرشتے کو دیکھا کہ ایک جگہ بیٹھا ہے اور ساری دنیا اُن کے دونوں زانوؤں کے درمیان ہے۔اور نور کی ایک تختی اُس کے ہاتھ میں ہے۔ اور اُس میں کچھ لکھا ہوا تھا۔اور وہ فرشتہ غمزدگی کے عالم میں اس تختی

کو دیکھ رہا تھا۔ جبرئیل نے بتایا کہ یہ ملک الموت ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے اس کے پاس لے چلو تا کہ میں اس سے کچھ باتیں کروں۔ جبرئیل مجھ کو اس کے پاس لے گیا۔ میں نے اسے اور اس نے مجھے سلام کیا۔ جبرئیل نے اسے بتایا کہ یہ رحمت کا پیغمبرؐ ہے۔ کہ اللہ نے اسے بندوں کی طرف رسولؐ بنا کر بھیجا ہے اس پر اس نے مجھے مرحبا کہا اور مجھ سے بہت اظہار محبت کیا اور کہا کہ خوشخبری ہو تجھ کو کہ میں تیری امت میں ہر طرح کی خیر دیکھتا ہوں۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا سب روحوں کو ملک الموت ہی قبض کرتا ہے۔ کہا کہ ہاں۔ ملک الموت نے کہا کہ دنیا میرے نزدیک ایسی ہے جیسے تمہارے ہاتھ میں ایک درہم ہو اور تم جس طرح چاہو اس درہم کو الٹ پلٹ کرتے رہو۔ اور ہر روز پانچ دفعہ ہر گھر کے آدمیوں کو دیکھتا ہوں۔ اور جب کوئی کسی مُردے کو روتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ کیوں روتے ہو میں تو تم سب کو مارنے والا ہوں۔ اور پھر ہم وہاں سے بھی گزر گئے۔ تو ایک جماعت کے نزدیک پہنچے اور دیکھا کہ اُن کے روبرو پاکیزہ اور گندے گوشت کے دو خوان رکھے ہیں۔ اور وہ لوگ گندے گوشت کو کھا رہے ہیں۔ اور پاکیزہ گوشت کو نہیں کھاتے میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ آپؐ کی امت کے لوگ ہیں۔ جو حلال کو چھوڑ کر حرام کو کھاتے ہیں۔ پھر یہاں سے آگے بڑھے۔ تو ایک بڑے قد کے فرشتے کو دیکھا کہ اُس کا آدھا بدن آگ کا ہے اور آدھا برف کا ہے نہ آگ برف کو پگھلاتی ہے نہ برف آگ کو بجھاتی ہے۔ اور وہ فرشتہ دعا کرتا ہے کہ پاک ہے تو اے خدا کہ آگ اور برف کو تو نے ایسی الفت دی ہے کہ وہ نہ اس کو پگھلاتی ہے اور نہ یہ اس کو بجھاتی ہے الفت دے تُو درمیاں میں مومنین کے دلوں میں۔ میں نے جبرئیل سے اس کا حال معلوم کیا تو کہا یہ فرشتہ مومنین کا تمام فرشتوں سے زیادہ خیر خواہ ہے۔ اور ہمیشہ اُن کے واسطے دعا کرتا ہے۔ اور دو فرشتے اور دیکھے جو آسمان میں آواز دیتے ہیں کہ ایک فرشتہ کہتا ہے کہ خداوندا سخی

کواس کا عیوض دے اور دوسرا کہتا ہے کہ خداوندا بخیل کا مال برباد کردے۔ وہاں سے آگے گزرے تو چند قومیں دیکھیں جن کے ہونٹ اونٹ کے سے تھے۔ اور فرشتوں کو دیکھا جو قینچیوں سے اُن کے پہلوؤں کے گوشت کاٹ کاٹ کر اُن کے منہ میں دیتے تھے۔ جبرئیل نے بتایا کہ یہ چغلخور اور عیب جوئی کرنے والے ہیں۔ وہاں سے آگے گئے تو ایک قوم کو دیکھا کہ اُن کے سروں کو پتھروں سے کُوٹا جا رہا ہے۔ جبرئیل نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو عشا کی نماز پڑھے بغیر سو جاتے تھے۔ آگے بڑھے تو ایک اور گروہ کو دیکھا کہ فرشتے اُن کے منہ میں آگ ڈال رہے ہیں۔ اور اُن کے پیچھے سے وہ آگ نکلتی ہے۔ جبرئیل نے بتایا کہ یہ ناحق یتیموں کا مال کھایا کرتے تھے۔ پھر ہم ایک اور قوم پر سے گزرے جس کے پیٹ ایسے بڑے بڑے ہیں کہ وہ ان کے بوجھ سے اٹھ نہیں سکتے۔ جبرئیل نے بتایا کہ یہ لوگ سود کھانے والے ہیں۔ پھر وہاں سے آگے بڑھے تو کچھ عورتیں دیکھیں جن کو اُن کی پستانوں پر لٹکایا ہوا تھا۔ جبرئیل نے بتایا کہ یہ وہ حرامکار عورتیں ہیں جنھوں نے زنا اور حرام سے فرزند پیدا کئے۔ اور اپنے شوہروں کے نام لگا دیئے۔ اور شوہروں کا مال ان کو میراث میں دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ عورتوں پر خدا کا غضب بہت سخت ہے۔ اور اس کے بعد اور بہت سے فرشتے دیکھے جن کو خدا نے جس طرح چاہا پیدا کیا۔ اور جدھر کو چاہا ان کا منہ رکھا اور ان کے جسموں میں سے ہر طرف سے تسبیح کی آواز آ رہی ہے۔ اور کمال خشوع اور خضوع میں میں نے اُن کو سلام کیا اور انھوں نے مجھ کو سلام کیا اور مجھے خوشخبری دی۔ وہاں سے ہم دوسرے آسمان پر پہنچے اور اس جگہ دو آدمی آپس میں بہت مشابہ دیکھے جبرئیل نے بتایا کہ یہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں یحیٰیؑ اور عیسیٰؑ۔ میں نے ان کو اور انھوں نے مجھ کو سلام کیا اور کہا کہ خوش آمدید تجھے اے نیک بھائی اور نیک پیغمبر۔ اس آسمان پر بھی فرشتے خشوع اور زاری کرنے والے اور طرح طرح کی تسبیح کرنے والے دیکھے۔ اور وہاں سے تیسرے آسمان پر آئے اور اس

آسمان پر ایک ایسا حسین آدمی دیکھا کہ جس کا حسن سارے آدمیوں سے اتنا ہی زیادہ ہے جتنا کہ ستاروں سے ماہ کامل کا۔ جبرئیل نے بتایا کہ یہ تیرا بھائی یوسفؑ ہے۔ میں نے انہیں اور انہوں نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ خوش آمدید تمہیں یہاں آنے پر اے نیک پیغمبرؐ اور نیک برادر تم نیک زمانے میں مبعوث ہوئے۔ اور اس آسمان پر بھی بہت سے فرشتے خشوع اور خضوع میں دیکھے اور انہوں نے بھی مجھے بشارت دی اور چوتھے آسمان پر بھی ایک مرد کو دیکھا جبرئیل نے بتایا کہ یہ ادریسؑ پیغمبر ہیں۔ یہی ہیں جن کو خدا بلند مکان پر لے گیا تھا۔ ہم دونوں نے سلام کا تبادلہ کیا اور وہاں بھی اُسی طرح کے فرشتے دیکھے اور ایک فرشتے کو دیکھا کہ کرسی پر بیٹھا تھا۔ اور ستر ہزار فرشتے اُس کے زیرِ حکم ہیں اور ہر ایک کے حکم میں ستر ستر ہزار فرشتے ہیں۔ میں نے گمان کیا کہ اس سے زیادہ بزرگ اور کوئی فرشتہ نہ ہوگا۔ جبرئیل نے اس کو آواز دی کہ کھڑا ہو جا وہ کھڑا ہو گیا۔ اور قیامت تک کھڑا رہے گا۔ اور پانچویں آسمان پر ایک بڈھے شخص کو دیکھا کہ اس کی آنکھیں بڑی بڑی ہیں اور بہت آدمی اس کی امت کے اس کے چاروں طرف ہیں۔ جبرئیل نے بتایا کہ یہ حضرت ہارونؑ پیغمبر ہیں ان کی امت کے لوگ ان کو بہت دوست رکھتے تھے یہی ہارون پسر عمران ہیں۔ اور موسیٰؑ کے بھائی ہیں۔ میں نے انہیں اور انہوں نے مجھے سلام کیا۔ اور وہاں بھی بہت سے فرشتے خشوع و خضوع میں تھے۔ اور چھٹے آسمان پر ایک مرد بلند قد و قامت اور گندمی رنگ کو دیکھا کہ اُس کے بال بہت بلند ہیں۔ اور کُرتے سے باہر نکل آئے ہیں۔ اور وہ کہتا ہے کہ بنی اسرائیل گمان کرتے تھے میرے متعلق کہ یہ فرزندان آدمؑ میں سے سب سے زیادہ بزرگ ہے۔ اور حق یہی ہے کہ یہ مرد سب سے زیادہ بزرگ ہے جبرئیل نے بتایا کہ یہ موسیٰؑ بن عمران ہے میں نے اُن کو اور انہوں نے مجھ کو سلام کیا اور دعا دی اور اس آسمان پر بھی ایسے ہی فرشتے دیکھے اور وہاں سے ساتویں آسمان پر گئے۔ وہاں ایک فرشتے کو سُنا وہ کہتا تھا کہ اے محمدؐ

حجامت کرا اور اپنی امت کو حکم کر کہ وہ بھی حجامت کروائیں۔ اور ایک مرد کو وہاں دیکھا کہ اس
کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے اور کرسی پر بیٹھا تھا۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون
ہے کہ ساتویں آسمان پر بیت المعمور کے دروازے پر بیٹھا ہے؟ جبرئیل نے کہا کہ یہ تیرا باپ
ابراہیمؑ ہے اور یہ مقام تیری امت کے پرہیزگاروں کا ہے۔ میں نے اُن کو اور انہوں نے
مجھ کو سلام کیا اور کہا کہ مرحبا اے نیک پیغمبرؐ اور نیک فرزند پیغمبر ہوا تُو نیک زمانے میں۔ اور
وہاں بھی خشوع و خضوع میں فرشتے دیکھے اور ساتویں آسمان پر میں نے نور کے دریا دیکھے کہ
روشنی اُن کی آنکھوں میں چکا چوندھ پیدا کرتی تھی۔ اور برف کے بھی دریا دیکھے اور مجھ کو
عجائبِ امور کے دیکھنے سے جو ہول ہوتی تھی تو جبرئیل کہتے تھے خوش ہو اے محمدؐ کہ خدا نے تجھ
کو یہ بزرگی عطا کی ہے۔ اور اُس وقت عجائبات کو دیکھنے کی اللہ نے مجھے قدرت بخشی۔
جبرئیل نے کہا کہ اے محمدؐ جو کچھ تم نے اب تک دیکھا اس پر تعجب نہ کرو۔ کہ خدا تعالیٰ کی
قدرت اس سے بھی زیادہ اور آپ نے تو اب تک کچھ بھی نہیں دیکھا ہے۔ وہاں میں نے
ایک مرغ بھی دیکھا کہ پاؤں اس کے ساتویں زمین پر ہیں۔ اور سر اس کا نزدیک عرش کے
ہے۔ اور جس وقت وہ اپنے دونوں بازوؤں کو کھولتا ہے تو وہ بازو مشرق سے مغرب تک پہنچتے
ہیں۔ اور وہ صبح کو اپنے بازو کھولتا ہے اور پروں کو جھاڑتا ہے اور پھڑ پھڑا کر تسبیح کی آواز نکالتا
ہے۔ تو اس وقت دنیا کے سارے مرغ آواز کرتے ہیں اور جب وہ خاموش ہو جاتا ہے تو
سب خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور بازو اس کے سفید ہیں اور پر اس کے اوپر کے اور نیچے کے
سبز ہیں کہ ان کی خوش رنگی کی تعریف نہیں ہوسکتی اور وہ مرغ ایک فرشتہ ہے۔ اس کے بعد
میں اور جبرئیل بیت المعمور میں گئے۔ اور وہاں دو رکعت نماز ادا کی اور اپنے اصحاب میں
سے ایک جماعت کو وہاں دیکھا کہ سفید لباس پہنے ہوئے ہیں اور ایک جماعت کو بوسیدہ اور
میلے لباس میں دیکھا۔ خوشنما لباس والے بیت المعمور میں داخل ہوئے اور گندے لباس

والوں کو اندر نہیں جانے دیا گیا۔اور جس وقت میں بیت المعمور سے باہر آیا تو میں نے دو نہریں دیکھیں ایک کو کوثر کہتے ہیں اور دوسری کو نہر رحمت۔کوثر میں سے میں نے پانی پیا اور نہر رحمت میں غسل کیا۔یہ دونوں نہریں میرے ہمراہ تھیں۔میں بہشت میں داخل ہوا اور اُن نہروں کے کنارے پر میرے اہلبیتؑ اور ازواجؑ کے گھر تھے۔اور خاک وہاں کی مشک تھی۔اور ایک لڑکی کو دیکھا کہ وہ نہر میں غوطہ کھاتی ہے میں نے اس سے پوچھا تو کس کی بیٹی ہے؟ کہا کہ زید بن حارث کی۔زمیں پر پہنچ کر میں نے زید کو بشارت دی۔اور جانور بہشت کے اونٹوں کے برابر تھے۔اور انار وہاں کے مثل ڈول کے تھے۔اور ایک درخت کو میں نے دیکھا وہ اس قدر بڑا تھا کہ اگر پرندہ کو اس کی جڑ میں چھوڑیں تو سات سو برس میں بھی اس کے گرد نہ پھر سکے۔اور بہشت کے ہر گھر میں اس درخت کی شاخیں تھیں۔جبرئیل نے بتایا کہ یہ درخت طوبیٰ ہے اور نور و برف کے ان دریاؤں کے متعلق بتایا کہ وہ حجاب کے پردے ہیں اگر وہ نہ ہوں تو عرش کا نور اپنے نیچے والی تمام چیزوں کو جلا ڈالے۔اور اس کے بعد میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا۔اس کا ہر پتہ اس قدر بڑا تھا کہ ایک گروہ کو سایہ کرتا تھا۔اور بعد اسکے قرب معنوی میں حق تعالیٰ کے قاب قوسین پر میں پہنچا۔اور قابل مناجات پروردگار کے میں ہوا۔اور مجھ کو آواز آئی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ(2/285)اور یہ قصّہ معراج کا حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔اور سوائے اس کے اس قصّہ میں اور لوگوں سے بھی روایات مذکور ہیں کہ اُن میں کچھ اس سے زیادہ ہے۔کہتے ہیں کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ شب معراج میں نے ایک جماعت کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ اور زبانیں قینچیوں سے کاٹی جارہی ہیں۔جبرئیل نے بتایا کہ یہ لوگ فتنہ کے زمانہ کے خطیب ہیں۔کہ انہوں نے خطبہ پڑھنے والوں کا مقام غصب کرلیا تھا۔وہاں سے آگے بڑھے تو ایک سوراخ دیکھا جس میں سے ایک بڑی گائے نکلتی ہے اور پھر واپس جانا چاہتی ہے مگر سوراخ میں

داخل نہیں ہوسکتی جبرئیل نے بتایا کہ یہ اس مرد کی مثال ہے جو بڑی بات منہ سے نکالتا ہے پھر پشیمان ہوکر چاہتا ہے کہ اسے وہیں پہنچادے تو نہیں پہنچا سکتا ہے۔ پھر میں نے آسمانِ دنیا پر ایک فرشتہ دیکھا کہ اس کے ہزار سر تھے اور ہر سر میں ہزار منہ تھے اور ہر منہ میں ہزار دہن تھے اور ہر دہن میں ہزار زبانیں تھیں اور ہر زبان میں ہزار لغت تھیں وہ ان سب سے خداوند عالم کی تسبیح کرتا تھا۔ اسی طرح ہم نے سب آسمانوں کو طے کیا اور انبیاءؑ سے ملاقاتیں کیں ۔یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچے اور سدرۃ المنتہٰی کو دیکھا۔ کہ نور الٰہی اس میں درخشندہ تھا اور چار نہریں پانی کی اور دودھ کی، شراب کی اور شہد کی اس میں سے نکلتی تھیں۔ اور جس وقت وہاں پہنچے تو جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ یا رسولؐ خدا تم آگے جاؤ۔ میرا مقام یہیں تک ہے۔ کہ میں آگے نہیں جاسکتا ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جبرئیل نے کہا کہ تم یہاں سے روانہ ہو میں بھی پیچھے آتا ہوں۔ میں فراش زر پر پہنچا اور جبرئیل نے آکر حجاب کو حرکت دی ملائکہ نے کہا کہ تو کون ہے؟ کہا میں جبرئیل ہوں اور محمدؐ میرے ہمراہ ہیں۔ جو فرشتہ اس حجاب کا موکل تھا اس نے کہا اللہ اکبر اور اپنا ہاتھ حجاب سے باہر نکال کر اس نے مجھ کو حجاب کے اندر لے لیا اور جبرئیل وہیں کھڑے رہ گئے۔ میں نے کہا اے جبرئیل ایسے وقت میں مجھ کو تنہا چھوڑتے ہو کہا کہ یا رسولؐ اللہ خدا کی مخلوقات میں سے کوئی یہاں سے آگے نہیں جاسکتا یہ حجاب ملائکہ کے لئے بھی انتہا ہے۔ اس سے آگے کوئی نہیں جاسکتا۔ آپؐ کی عزت اور شرف کی وجہ سے میں یہاں تک آگیا ہوں۔ ورنہ اس حجاب کے گرد بھی کوئی نہیں جاسکتا ہے۔ اور اگر میں آگے کو بڑھوں تو جل جاؤں۔ چنانچہ حجاب زر کا مؤکل مجھے حجاب مروارید تک لے گیا اور حجاب کو حرکت دی۔ اسکے موکل نے پوچھا کون ہے کہا میں حجاب زر کا موکل ہوں اور میرے ساتھ محمدؐ ہیں۔ اس نے تکبیر کہی اور اپنا ہاتھ باہر نکال کر مجھ کو لے لیا اور تیسرے حجاب کے موکل کے حوالے کیا ۔اس طرح ایک حجاب سے دوسرے حجاب میں داخل ہوتا

تھا۔ یہاں تک کہ ستر حجاب میں نے طے کئے اور ہر حجاب کی راہ پانچ سو برس تھی اور ایک حجاب سے دوسرے حجاب تک بھی اسی قدر فاصلہ تھا۔ اور براق بھی تھک کر رہ گیا۔ اور رفرف میرے واسطے آیا کہ نور جس کا آفتاب پر غالب تھا اور میری آنکھیں جس کی روشنی سے چندھیاتی تھیں۔ رفرف پر مجھ کو سوار کیا گیا اور وہاں سے روانہ ہو کر میں عرش پر پہنچا اور وہاں پہنچ کر ایسا کچھ دیکھا کہ جو کچھ اس سے پہلے نہ دیکھا تھا اور وہ میری نظروں میں حقیر معلوم ہوا۔ اور ہزار مرتبہ'' اُدْنُ مِنِی ''میرے قریب آؤ اور قریب آؤ اللہ کے خطاب سُنے اور ہر خطاب پر مجھے ترقی ہوتی جاتی تھی اور مجھے قریب کر لیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے اپنا پیر دنٰی فتدلّٰی کے تخت پر رکھا اور خاص خلوت خانے قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی میں داخل ہو گیا اور فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی کوسُنا اور خدا تعالیٰ نے مجھے مسند عرش پر بٹھایا اور ایک قطرہ ٹپکا جو میرے حلق اور زبان پر آیا اور ایسا ذائقہ ملا جو کسی چیز میں نہ ملا تھا۔ اس وقت اللہ نے مجھے اوّلین اور آخرین کی خبروں پر مطلع کیا اور فرمایا **السّلام علیك یا ایھا النّبی و رحمۃاللّٰہ و بر کاتہ** اور میں نے کہا **السلام علینا و علٰی وعباداللّٰہ الصالحین** اور مجھ سے فرمایا کہ اے محمدؐ کیا تو جانتا ہے کہ ملاء اعلیٰ نے یعنی ملائکہ نے کس چیز میں گفتگو کی ہے؟ میں نے کہا کہ خداوندا تو عالم الغیوب ہے اور خوب جانتا ہے۔ تو فرمایا کہ ان کی گفتگو درجات اور حسنات میں تھی۔ پھر پوچھا کہ کیا تو جانتا ہے کہ درجات وحسنات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا تو خوب جانتا ہے اس لئے کہ تو ہی علام الغیوب ہے۔ فرمایا کی درجات تو یہ ہیں کہ کامل کرنا اور پورا کرنا وضو کا جب کوئی ناگوار اور ناخوش کام پیش آئے اور پیدل چلنا نماز کی جماعت میں شامل ہونے کیلئے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرتے رہنا۔ اور حسنات یہ ہیں کہ سلام کو ظاہر کیا جائے۔ کھانا کھلاتے رہنا۔ اور شب کو بیدار رہنا اور ذکر خدا کرنا جب کہ لوگ سویا کرتے ہیں۔ جو کچھ رسوؐل خدا نے آسمانوں پر دیکھا وہ سب کچھ

حضرت علیؑ نے زمین پر سے دیکھا کہ تمام حجابات درمیان سے ہٹا دیئے گئے تھے۔ جس رات کو مجھے آسمانوں پر لے گئے تھے تمام دروازے اور حجابات میری نظر کے سامنے سے کھول دیئے گئے تھے۔ اس وقت میں علیؑ کو دیکھتا تھا اور علیؑ مجھے دیکھتے تھے۔ جس وقت کہ میں قاب قوسین او ادنیٰ کے مقام پر پہنچا تو اللہ نے سب سے پہلی بات یہ فرمائی کہ اے محمدؐ تم اپنے نیچے کے حالات دیکھو میں نے دیکھا کہ نیچے کے تمام حجابات اور پردے اٹھائے جا چکے ہیں۔ میں نے علیؑ کو ان کے بستر پر دیکھا کہ وہ سر اٹھائے ہوئے مجھے دیکھ رہے ہیں۔ اسکے بعد اللہ نے مجھ سے کلام کیا ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرتؐ سے پوچھا کہ حضورؐ خدا نے آپ سے کیا کلام فرمایا تھا؟ فرمایا کہ مجھ سے اللہ نے فرمایا کہ اے محمد میں نے علیؑ کو تیرا وصی وزیر اور تیرے بعد تیرا خلیفہ بنا دیا ہے تم اس کو خبر دے دو۔ وہ تمہارے کلام کو سنتا ہے۔ چنانچہ میں نے علیؑ کو اس وقت خبر دی کہ جب کہ میں اللہ کے سامنے آسمان پر تھا اور علیؑ زمین پر اپنے گھر میں تھے۔ اور مجھ کو دیکھتے تھے اور میری باتیں سُن رہے تھے۔ علیؑ نے خوشخبری سن کر کہا کہ میں نے خلافت و وزارت اور وصائیت کو قبول کیا اور خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کی۔ اللہ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ سب علیؑ کو سلام کریں۔ لہٰذا ملائکہ نے آسمانوں پر سے علیؑ کو سلام کیا اور علیؑ نے زمین سے اُن کو جواب دیا۔ اور میں ملائکہ کو دیکھ رہا تھا۔ کہ ہر فرشتہ دوسرے کو مبارکباد دے رہا تھا اور سب نے مجھے بھی مبارکباد دی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب میں عرش سے زمین پر آیا تو میں نے ارادہ کیا جو کچھ میں نے معراج میں دیکھا وہ سب علیؑ سے بیان کر دوں۔ لیکن علیؑ نے میرا بیان شروع کرنے سے پہلے ہی جو کچھ کہ میں نے وہاں دیکھا اور سُنا تھا سب مجھ سے بیان کر دیا۔ تب مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ نے مجھے جہاں جہاں سے گزارا ہے اللہ نے وہ سب علیؑ کو دکھلا دیا ہے۔ اور اسے اس سے واقف رکھا ہے۔" (تفسیر عمدۃ البیان جلد دوم 217 تا 226)

اس کے بعد ابن عباس کو وصیت ہے اور واقعہ کا عوام سے بیان ہے۔

(15) معراج الرسولؐ؛ حیات القلوب؛ محمد باقر مجلسی کا جمع کردہ ذخیرہ

شیعہ تفسیر عمدۃ البیان سے معراج کے حالات سامنے آ گئے ہیں۔انہوں نے بھی اپنے پسندیدہ اور ناپسندیدہ حالات جمع کر دیئے ہیں۔ہم ان بیانات کو اسی حالت میں چھوڑ کر ملا محمد باقر مجلسی کا ذخیرہ بھی آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔پھر اپنی تنقید سے حقیقت حال کو چھانٹ کر الگ کر دیں گے لہٰذا جو کچھ سامنے آئے دیکھتے اور پڑھتے چلیں۔غیر ضروری اور غلط حالات آپ کی نظروں سے خود بخود گرتے چلے جائیں گے سُنئے لکھا ہے کہ:

(15/1) آنحضرتؐ کے معراج کا بیان:

''واضح ہو کہ آیاتِ کریمہ اور حدیث متواترہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ خداوند حکیم و خبیر نے سرورِ کائنات **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کو ایک شب میں مکہ معظّمہ سے مسجد اقصیٰ کی جانب اور وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ اور عرش اعلیٰ تک سیر کرائی اور سمٰوات کے عجائبات دکھائے اور پوشیدہ اسرار اور بے انتہا معارف حضرتؐ پر القیٰ کیئے اور حبیبؐ خدا نے بیت المعمور میں اور عرش اعلیٰ کے نیچے عبادت میں قیام فرمایا۔اور ارواح انبیاؑ سے ملاقات کی اور بہشت میں جا کر بہشت والوں کے منازل مشاھدہ کیئے۔اور احادیث متواترہ خاصہ و عامہ دلالت کرتی ہیں کہ حضرت کا عروج جسم کے ساتھ ہوا تھا بے جسم روح کے ساتھ نہیں۔بیداری میں ہوا تھا خواب میں نہیں۔قدیم علمائے شیعہ کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔چنانچہ ابن بابویہ اور شیخ طبرسی رحمۃ اللہ علیہما وغیرھما نے ان مراتب کی تصریح کی ہے۔اور بعض علمائے عامہ نے معراج کے جسمانی ہونے میں اخبار و آثار رسولؐ خدا اور آئمہؑ ھدٰی کے عدم پیروی یا اُن کے ارشاد پر یقین نہ ہونے کے سبب جو شک کیا ہے وہ بھی اپنے علما کے شبہات پر اعتماد کرنے کے سبب ہے۔ورنہ کیسے ممکن ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ و رسولؐ

اور آئمہؑ ھدیٰ کے ارشادات اور آیات قرآنی پر یقین رکھتا ہو اور مختلف طریقوں سے معراج کے صحیح ہونے اور اسکی خصوصیات و کیفیات کے بارے میں ہزاروں حدیثیں سنتا ہو جو معراج جسمانی پر بتصریح دلالت کرتی ہیں محض حکما کے شبہات کی بنا پر انکار کرے اور ان کی تاویلیں کرے۔ اور سُنی وشیعہ کی حدیث کی کتابوں میں شاید ہی کوئی کتاب ایسی ہو جس میں معراج اپنی خصوصیات کے ساتھ مذکور نہ ہو۔ اگر میں اس بارے میں حدیثیں جمع کرنا چاہوں تو اس کتاب کے برابر ایک اور کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ لیکن میں ہزاروں حدیثوں میں سے بطور نمونہ چند حدیثیں جیسے دانوں کے ڈھیر میں ایک دانہ ہو لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ تا کہ متدین احباب کو ان کے مضامین سے آگاہی ہو جائے۔ واضح ہو کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ معراج ہجرت سے پہلے واقع ہوئی۔ اور ہجرت کے بعد کا احتمال ہے۔ اور قبل ہجرت کے بارے میں بعض کا قول ہے کہ سترھویں یا اکیسویں ماہ رمضان المبارک شب شنبہ ہجرت سے چھ مہینے پہلے واقع ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ بعثت کے دو سال بعد ماہ ربیع الاوّل میں واقع ہوئی۔ پھر ہجرت کے دو سال بعد بعضوں کا قول ہے کہ ماہ رجب کی ستائیسویں کو واقع ہوئی اور پہلی معراج کے مکان کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کا بیان ہے کہ جنابؑ امیر کی ہمشیرہ اُم ھانی کے مکان سے ہوئی اور بعض شعب ابو طالبؑ سے کہتے ہیں۔ اور بعض مسجد الحرام سے بیان کرتے ہیں۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ معراج صرف ایک مرتبہ ہوئی یا کئی مرتبہ۔ احادیث معتبرہ سے ظاہر ہے کہ کئی بار معراج ہوئی۔ اور معراج کے بارے میں جو اختلاف ہے ممکن ہے کہ اسی وجہ سے ہو گا کہ احادیث معتبر میں کوئی ایک حدیث کسی ایک معراج کی خصوصیات میں واقع ہو گئی ہو۔''

(15/2) معراج کی آیات

معراج کی آیتوں میں سے ایک آیت سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت ہے۔ بعض

کہتے ہیں کہ مسجد حرام سے مکہ معظّمہ مراد ہے کیونکہ وہ محلِ نماز ہے اور محترم ہے۔اور مشہور یہ ہے کہ مسجد اقصیٰ سے مراد وہ مسجد ہے جو شام میں مشہور ہے۔لیکن بہت سی معتبر حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بیت المعمور ہے جو چوتھے آسمان پر ہے۔اور بہت بلند ہے۔(یہاں ہم نے ایک روایت چھوڑ دی ہے جو پہلے آ چکی ہے اور جس میں مسجد اقصیٰ سے بیت المعمور ثابت ہوتا ہے)

(15/3) سورۂ والنجم معراج سے متعلق ہے

دوسری جگہ فرماتا ہے وَالنَّجْمُ اِذَاھَوٰی ٥ ستارہ کی قسم جس وقت کہ وہ طلوع یا غروب ہوتا ہے یا اس وقت نیچے آتا ہے۔حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ نجم سے مراد خود سرورِ کائنات **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** ہیں۔یعنی اختر درج رسالت کی قسم جس وقت کہ وہ معراج میں گئے یا معراج سے نیچے واپس آئے۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَ مَا غَوٰی ٥ تمہارے مولا گمراہ نہیں ہوئے یعنی **محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** اور نہ انہوں نے خطا کی؛ بہت سی روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ محمدؐ خلافت علیؑ کے بارے میں گمراہ نہیں ہوئے ہیں اور نہ جھوٹ کہتے ہیں۔جو کچھ اُن کی فضیلت میں بیان کرتے ہیں۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ٥ اِنْ ھُوَاِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ٥ وہ اپنی خواہش نفسانی سے کلام نہیں کرتے جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے جو اُن کی طرف کی جاتی ہے۔عَلَّمَہٗ شَدِیْدُالْقُوٰی ٥ اُن کو اس فرشتے نے بتایا ہے جو نہایت قوی ہے یعنی جبرئیل ذُوْ مِرَّۃٍ فَاسْتَوٰی ٥ وہ صاحب قوت اور صاحب عقل و متانت ہے وہ دو (2) رات اپنی اصل صورت میں کھڑا ہوا جیسی کہ خدا نے خلق کی تھی نہایت عظمت وجلالت کے ساتھ۔وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ٥ اور وہ آسمان کے سب سے بلند مقام پر تھا جب کہ پیغمبرؐ نے اس کی صورت میں اس کو دیکھا ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ٥ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ٥ پھر وہ آنحضرتؐ کے

نزدیک ہوا اور اُن سے متصل ہو گیا تاکہ اُن سے رازِ الٰہی بیان کرے تو جبرئیل اور محمدؐ میں دو کمان کا بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔" (حیات القلوب 435 ۔436 جلد دوم)

(15/4)۔ محمد باقر مجلسی نے ترجمہ میں دل کھول کر اضافہ کیا ہے اور غلط ترجمانی میں قریشی علما سے بازی لے گئے ہیں

یہ ہے اس کا مذہب وعقیدہ کہ جبرئیل کو آنحضرتؐ کا معلم مانتا ہے اور اللہ سے قربِ محمدؐی کا کھلا انکار کر کے اب لکھا ہے کہ:

(15/5)۔ علامہ مجلسی سے بہتر اور صحیح العقیدہ لوگ موجود رہتے چلے آئے ہیں

"بعض کا قول ہے کہ محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** جناب مقدس احدیت کے معنوی قُرب کے مرتبے پر ظاہری قرب کے ساتھ عرش اور اس مقام تک پہنچے جس سے بلند مقام عالم امکان میں نہیں ہو سکتا۔ اس وقت خداوند کریم ورحیم نے اپنی رحمت ورافت اُنؐ کو اپنی خاص عنایتوں اور بخششوں سے قریب تر کر دیا جیسے دو اشخاص ایک کمان کے بقدر ایک دوسرے سے بظاہر قریب ہوتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک۔ بسندِ معتبر حضرت امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ اس مقام تک پہنچے جہاں سے وحی الٰہی صادر ہوتی ہے۔ اور وہاں سے آنحضرتؐ کے کان کمان کی لکڑی سے اُس کی زہ کے فاصلے کے برابر تھے۔ فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِہٖ مَاۤ اَوْحٰی ٥ تو خدا نے اپنے بندے کی طرف وحی فرمائی جو کچھ بھی فرمائی۔ بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ خدا نے امیر المومنین علیہ السلام کی امامت اور آپ کی رفعت شان وعظمت کے بارے میں وحی کی جو کچھ بھی کی۔ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ٥ پیغمبرؐ کے دل نے جو کچھ انوار جلال سبحانی کو دیکھا جھوٹ نہ سمجھا یا جو کچھ عجائباتِ مخلوقات خلاق عالم کو اُن کی آنکھوں نے دیکھا اُن کے دل نے اس کو جھوٹ نہ جانا بلکہ نور کو یقین کے ساتھ قبول کیا۔ اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی ٥ اے لوگو کیا محمد **صلی اللہ علیہ**

وآلہ وسلم نے جو کچھ شبِ معراج دیکھا تم اس میں شک کرتے ہو؟ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی o عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی o پھر پیغمبر نے دوبارہ جبرئیل کو بصورت اصلی سدرۃ المنتہٰی کے نزدیک دیکھا وہ درخت آسماں ہفتم کے اوپر ہے جہاں فرشتوں کی پرواز اور مخلوقات کے اعمال کی انتہٰی ہوتی ہے۔ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی o اور سدرۃ المنتہٰی کے نزدیک وہ جنت ہے جو متقین کی آرام گاہ ہے۔ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى o جس وقت کہ سدرہ کو ڈھانپے ہوئے تھا جو ڈھانپے ہوئے تھا۔ یعنی فرشتگانِ روحانئین اور عظمت وجلال خداوند عالمین سے سدرہ ڈھکا ہوا تھا۔ منقول ہے کہ سدرہ کے ہر پتّے پر ایک ملک کھڑا تھا۔ اور خدا کی تسبیح کر رہا تھا۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى o یعنی آنحضرتؐ کی آنکھیں داھنے اور بائیں نہیں دیکھتی تھیں بلکہ جو دیکھنا چاہیے تھا اسی کی طرف آنحضرتؐ کی نگاہیں تھیں۔ یعنی آنحضرتؐ نہایت ادب سے پیش پروردگار عالم کھڑے تھے۔ اور سوائے خالق کائنات کے کسی طرف متوجہ نہ تھے۔ یعنی جو آواز آتی تھی وہ نہایت توجہ کے ساتھ سنتے تھے اور جو دکھایا جاتا تھا وہی دیکھتے تھے کوئی شک وشبہ نہ کرتے تھے۔ کسی بات کو غلط نہ سمجھے اور جو کچھ دیکھا درست دیکھا (سوچیے کہ یہاں جبرئیل کو دیکھنا کیسے اس نے فٹ کر دیا تھا) لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى o (سورہ والنجم 53/1-18) خداوند عالم نے ان لوگوں کو غلطی سے محفوظ رہنے کے لئے بیان فرمایا ہے جو از خود سمجھنے سے قاصر ہیں کہ حضرتؐ نے اپنے پروردگار کی بزرگ نشانیوں کو دیکھا تاکہ کسی کو گمان نہ ہو کہ خدا کو دیکھا۔ اور لوگ سمجھ لیں کہ خدا دیکھے جانے کے قابل نہیں ہے اور اس کو ان ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ جیسا کہ آنحضرتؐ خود فرماتے ہیں کہ میں نے اس رات خدا کو دل کی آنکھوں سے دیکھا۔ بیان کرتے ہیں کہ اُن تمام نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ تھی کہ آنحضرتؐ نے جبرئیل کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا کہ اُن کے چھ سو بازو تھے اور وہ اپنے پروں سے تمام

آسمان کو گھیرے ہوئے تھا۔

(15/6)۔ یہ محدث کہلانے والا حقیقی مجتہد (علامہ مجلسی) بلا دلیل اللہ کی نفی کرتا ہے اور جبرئیل کو دو، دو بار دکھاتا ہے

اس نے کھل کر لکھ دیا ہے کہ معاذ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں عام آنکھوں کی مانند تھیں جن سے اللہ کا نظر آنا ناممکن ہے تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ نفی کر کے اسے اطمینان و چین ملتا ہے۔ ورنہ ایک ابلیسی بے چینی اس پر سوار رہتی ہے۔ اور چین کے حصول میں اس نے خود اپنے پاس سے جبرئیل کو آیات کبریٰ شمار کر لیا ہے۔ حالانکہ قرآن میں نہ جبرئیل کی اصلی اور نقلی صورت کا کہیں اور کسی طرح ذکر ہوا ہے نہ اسے کہیں آیت کبریٰ کہا گیا ہے یہ سب ان لوگوں کے اجتہادات ہیں جن کا نہ قرآن میں ذکر ہے نہ معصومینؑ نے ان کی تصدیق کی ہے۔ پھر لکھتا ہے؛

(15/7) معراج کا ایک سو بیس مرتبہ واقع ہونا مان لیا ہے

''ابن بابویہ اور صفار نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ خداوند عالم آنحضرتؐ کو ایک سو بیس مرتبہ آسمان پر لے گیا اور ہر مرتبہ ولایت و امامت امیر المومنینؑ اور تمام آئمہ اطہارؑ کے بارے میں تمام فرائض سے زیادہ تاکید کی۔''

(15/8) شیعوں میں شامل رہنے کیلئے مجتہدین ولایت و امامت کا اقرار کرتے ہیں

ایسے مجتہدین کا اقرار بھی فریب ہے جو اذان میں نماز میں آئمہ معصومینؑ کو باہر رکھتے اور الصلاۃ خیر من النوم کے قائل ہوں اس کے بعد باقر مجلسی وہی طویل روایت لکھتا ہے جو ہم تفسیر عمدۃ البیان سے دکھا چکے ہیں جس میں جبرئیل میکائیل اور اسرافیل براق لائے تھے۔ اس روایت میں مجلسی نے جو حق بات پر پردہ ڈالنے کی کوششیں کی ہیں یا جہاں حق کی کوئی بڑی بات قبول کی ہے وہ ہم یہاں لکھیں گے۔

(15/9) باقر مجلسی، جبرئیل کی طرفداری میں

''چونکہ جناب جبرئیل ملکوت السماوات میں سب کے حاکم ہیں اور امین ہیں اور تمام فرشتے اُنکے فرماں بردار تھے۔ اسلئے فرشتوں نے کہا کہ آپ مالک کو حکم دیجئے کہ وہ آنحضرتؐ کو جہنم دکھادے جبرئیل نے کہا اے مالک محمدؐ کو جہنم دکھادو۔''

(حیات القلوب صفحہ 439) روایت میں یہ بات نہیں تھی اضافہ کیا گیا ہے۔

(15/10)۔ یہاں مجلسی نے بجبوری اللہ سے محمدؐ کے قرب کو، قاب قوسین اَوادنیٰ سے مانا ہے

روایت میں آگے بڑھ کر مجتہد نے اپنے غلط معنی کے خلاف قاب قوسین کا صحیح مطلب مانا ہے ورنہ یہ تو حضورؐ کو جبرئیل سے دو کمان قریب رکھتا تھا۔ یہاں لکھتا ہے کہ: ''اس جگہ سے میں حق سبحانہ وتعالیٰ کے قرب معنوی کے مرتبہ میں قاب قوسین او ادنیٰ کی منزلت تک پہنچا اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں مناجات کے قابل ہوا۔'' یہی جگہ ہے جہاں یہ لوگ جبرئیل کو لا گھساتے ہیں۔

(15/11)۔ مختلف روایات لکھتے جاتے ہیں، اس دوران حق پوشوں کے عقائد پر نظر رکھئے

اب ایسی روایت آتی ہے جس میں ترکیب سے آسمان پر ملاقات کی بات پوچھی گئی ہے سنیئے:

'' بسندِ معتبر روایت ہے کہ ابوحمزہ ثمالی نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا خدا کی نسبت کسی مکان یا مقام سے دی جاسکتی ہے؟ اور اُس کیلئے کوئی مقام یا جگہ ہوسکتی ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا اس سے بلند تر اور پاک ہے کہ اس کیلئے کوئی مکان ہو۔ تو ابوحمزہ نے کہا کہ پھر خدا آنحضرتؐ کو کیوں آسمان پر لے گیا؟ حضرت نے

فرمایا کہ اسلئے کہ ان کوملکوت آسمان اور جو کچھ آسمانوں میں عجائب اوراس کی صنعتیں ہیں دکھلائے۔تو ابوحمزہ نے کہا پھر **ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ٥ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ٥** کے کیا معنی ہیں؟ حضرت نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ سرور عالم **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نورحق تعالیٰ کے حجابوں سے قریب ہوئے اورملکوت آسمان کو دیکھا پھرزمین کی جانب نگاہ کی اورملکوت زمین پرنظر کی اور ہر شے کو وہاں سے دیکھا چنانچہ حضرت نے گمان کیا کہ زمین ان سے اس قدرقریب ہے جیسے آپس میں کمان کے دو(2) سرے یااس سے بھی زیادہ۔''

یہاں موقع تھا کہ حضرت زین العابدینؑ جبرئیل کولا گھساتے مگر جبرئیل کی بات ہی غلط ہےاس لئے ابوحمزہ کوادھراُدھرٹرخا کرچُپ کرادیا ہے۔

(15/12)۔ ایک اورترکیب اوراس کاخوبصورت دفاع

حضرات آئمہ علیہم السلام بدعقیدہ لوگوں میں گھرے ہوئے تھےاس لئے چاروں طرف سےسوالات کی بوچھاڑ ہوتی ہے۔اگلی روایت یوں لکھی ہے کہ:

''بسند ہائے صحیح روایت ہے کہ یونس نے جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ خداوندعالم کس سبب سے اپنے پیغمبرؐ کوآسمانوں پراوروہاں سے سدرۃ المنتہیٰ پرلے گیا پھروہاں سے حجابہائے نورتک لے گیا اوران سے راز کی باتیں کیں اوران سے خطابات کئے حالانکہ خُدا کے لئے کوئی مکان و مقام مخصوص نہیں ہے۔حضرتؑ نے فرمایا بیشک خدا کے لئے مکان اورکوئی جگہ مخصوص نہیں اس کے لئے تمام جگہیں یکساں ہیں اوراس پرزمانہ جاری نہیں ہوتا۔لیکن خدانے چاہا کہ ملائکہ اورآسمان کے ساکنیں کوآنحضرت **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے مشاہدہ جمال سے مشرف کرے اورعزت بخشے اورآنحضرت **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کواپنے چند عظیم عجائبات دکھائے تاکہ آنحضرتؐ واپس آکراہل زمین کواس سے آگاہ کریں۔اوران کا ایمان زیادہ ہو ورنہ یہ بات نہ تھی کہ خدا آسمان پر ہے اوراس لئے

حضرتؐ کو بلایا تھا جیسا کہ شک کرنے والے کہتے ہیں خدا اس سے پاک و منزہ ہے جو وہ لوگ کہتے ہیں۔‘‘ (صفحہ 446)

پہلی بات یہ دیکھیں کہ جبرئیل کا کہیں ذکر نہیں فرمایا ہے نہ اس کی اصلی اور نقلی صورت کی بات ہے نہ اسے عجائبات میں شمار کیا ہے۔ سب سے بڑی بات حضورؐ کی زیارت کرانا یعنی ملائکہ وغیرہ کو انہیں جسمانی حالت میں دکھانا تا کہ وہ ان کو اس صورت میں پہچان سکیں اور ان کے مقاصد معراج میں ہمیشہ ممد رہیں اور اہل زمین کو فائدہ پہنچائیں ان کے ایمان میں اضافہ کا سبب بنیں۔ لہٰذا یہ بیان معراج کے مقصد کو تسخیر کائنات کی تمہید ثابت کرتا ہے۔ اور ہم یہی کہتے آرہے ہیں، آگے بڑھئے:

(15/13)۔ آنحضرتؐ کی آنکھیں عام و خاص انسانوں ایسی نہ تھیں

’’کلینی اور ابن بابویہ نے معتبر سندوں کے ساتھ حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ جب خلاق عالم سرور کائنات **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کو سات آسمانوں پر لے گیا تو آسمان اوّل پر اُن پر برکت بھیجی دوسرے آسمان پر اپنے فرائض کی تعلیم فرمائی تیسرے آسمان پر نور کی ایک محمل حضورؐ کیلئے بھیجی جس میں چالیس قسم کے نور تھے جو عرش کے گرد خلق ہوئے ہیں۔ جن کے دیکھنے کی تاب انسانوں کی آنکھیں نہیں لاسکتیں۔ اُن میں سے ایک نور زرد ہے۔ جس سے تمام قسم کے زرد رنگ پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں ایک نور سرخ ہے جس سے تمام سرخیاں ہیں اور ایک نور سفید ہے کہ تمام سفیدیاں اسی کی وجہ سے ہیں۔ اس طرح اور دوسرے انوار ہیں۔ اس محمل میں زنجیریں چاندی کی تھیں حضرت کو اسی محمل میں بٹھایا اور آسمان پر لے گئے ملائکہ نے جب اس کو دیکھا تو آنکھیں تاب نہ لاسکیں اور وہ آسمان کی طرف پرواز کر گئے اور کہا سُبّوحٌ قُدُّوس ربنا و ربّ الملائکۃ والروح کس قدر مشابہ ہیں یہ انوار پروردگار کے عرش کے انوار سے جبرئیل نے کہا اللہ

اکبراللہ اکبر یہ سن کرفرشتے خاموش ہوگئے اور آسمان کے دروازے کھل گئے۔اور تمام فرشتے حضرت کے گرد جمع ہوئے اور حضرت کوسلام کیا اور پوچھا کہ یارسولؐ اللہ آپؐ کے بھائی علیؑ کیسے ہیں؟ فرمایا بخیر ہیں۔فرشتوں نے کہا کہ جب آپؐ اُن سے ملاقات کریں تو ہمارا سلام اُن کو پہنچا دیں۔حضرت نے پوچھا تم ان کو پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم کیونکر ان کو نہ پہچانیں گے حالانکہ خداوند عالم نے آپؐ کی رسالت اور اُنکیؑ امامت کا ہم سے عہد واقرار لیا ہے۔۔ہم تو ہمیشہ آپؐ پر اور اُن پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔ خداوند عالم نے آسمان اوّل پر اس محمل کو اور طرح طرح کے نوروں سے آراستہ فرمایا جن میں سے کوئی ایک پہلے نوروں سے مشابہ نہ تھا۔اور زنجیریں اور کڑیاں بھی بڑھا دیں۔وہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوسرے آسمان پر لے گئے۔جب اس کے دروازے کے پاس پہنچے فرشتے وہاں سے پرواز کر گئے اور سجدے میں گر پڑے اور کہا سبّوحٌ قدّوسٌ ربنا و ربّ الملا ئکۃ والروح ۔کس قدر یہ نور ہمارے پروردگار کے نور سے مشابہ ہے۔جبرئیل نے اشھد اَنْ لا اِلٰـہَ اِلّا اللّٰـہُ دو مرتبہ کہا فرشتوں نے ان کی آواز سنی تو آسمان کے دروازے کھول دیئے۔اور آنحضرؐت کے پاس جمع ہوگئے اور جناب جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں جبرئیل نے کہا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔پوچھا کیا مبعوث ہوگئے؟ کہا ہاں۔یہ سن کر فرشتوں نے مجھ کوسلام کیا اور کہا اپنے بھائی علیؑ کو بھی ہمارا سلام کہیے گا۔میں نے پوچھا کہ تم انہیں پہچانتے ہو؟ ان فرشتوں نے کہا کیوں کر نہ پہچانیں گے حالانکہ خداوند عالم نے آپؐ کی اور اُن حضراتؑ کی اور ان کے شیعوں کی محبت اور ولایت کا قیامت تک کیلئے ہم سب سے عہد لیا ہے۔اور ہم سب ہر روز پانچ مرتبہ ان کے شیعوں کے حالات معلوم کرتے ہیں۔اور ان کے منہ کو دیکھتے ہیں۔پس خداوند عالم نے چالیس قسم کے نور سابقہ نوروں پر اضافہ کئے جو پہلے انوار سے مشابہ نہ تھے اور حلقے اور زنجیریں بھی بڑھا دیں۔حضرت فرماتے

ہیں کہ جب ہم کو آسمان سوم پر لے گئے تو وہاں کے فرشتے آسمان ہفتم کی طرف پرواز کر گئے۔اور کہا سُبّو حٌ قدّوسٌ ربنا و رب الملائکۃ والروح کس قدر مشابہ ہے یہ نور ہمارے پروردگار کے نور سے، جبرئیل نے کہا اَشْھَدُ اَنَّ محمدً رسول اللّٰہ فرشتوں نے جب یہ شہادت سنی میرے پاس دوڑے ہوئے آئے اور آسمان کے دروازے کھول دئے اور کہنے لگے مرحبا اے سب سے پہلے پیغمبرؐ جن کو خدا نے سب سے پہلے خلق فرمایا اور سب سے افضل قرار دیا اور پیغمبر آخر الزمان جن کو خدا نے سب پیغمبروں کے بعد مبعوث فرمایا۔اور پیغمبرؐ حاشر جن کے زمانے میں قیامت برپا ہوگی اور پیغمبر ناشر جو علوم اور نیکیاں اور کمالات خلق میں پھیلانے والے ہیں یعنی وہ خاتم الانبیا ہیں۔اور مرحبا علیؑ کیلئے جو بہترین اوصیا ہیں پھر ان فرشتوں نے مجھے سلام کیا اور علیؑ کے حالات دریافت کئے۔میں نے کہا کہ میں ان کو زمین پر اپنا جانشین بنا کر آیا ہوں۔کیا تم ان کو پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ سال میں ایک مرتبہ ہم بیت المعمور کے حج کو جاتے ہیں۔اس میں ایک سفید کاغذ پر آپؐ کا نام اور علیؑ و حسنؑ و حسینؑ اور ان کی اولاد کے اماموں کے اور قیامت تک ان کے شیعوں کے نام درج ہیں ہم ہمیشہ اس نامہ پر برکت حاصل کرنے کیلئے ہاتھ پھیرتے ہیں۔پھر خداوند عالم نے چالیس طرح کے انوار جو پہلے نوروں سے مختلف تھے اور حلقے اور زنجیریں میری محمل میں اور اضافہ کیں اور مجھ کو آسمان چہارم پر لے گئے۔وہاں فرشتوں کی آواز آہستہ سنائی دی۔جیسے کہ ان کے سینوں میں آواز پھنسی ہوئی تھی۔آسمان کے دروازے جلد جلد کھولے گئے اور فرشتے میرے پاس جمع ہوئے جبرئیل نے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح دو بار کہا۔فرشتوں نے کہا کہ دو آوازیں ایک ساتھ ملی ہوئی ہیں۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ فلاح و رستگاری حاصل ہوگی۔پھر جبرئیل نے دو بار قد قامت الصلوٰۃ کہا۔فرشتوں نے کہا یہ شیعان علیؑ کے لئے ہے۔کیونکہ وہ قیامت تک نماز اسی طرح قائم رکھیں گے جس

طرح قائم رکھنا چاہئے۔ پھر فرشتوں نے مجھ سے پوچھا کہ علیؑ کو آپؐ نے کہاں اور کس حال میں چھوڑا ہے؟ میں نے پوچھا کہ کیا تم ان کو پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں بیت المعمور میں ایک کتاب ہے جس میں نام محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ اور ان کی اولاد میں سے اماموں اور ان کے شیعوں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ جن میں سے کوئی نام نہ کم ہوگا نہ زیادہ۔ اور وہ نامہ ایک پیمان ہے جو ہم سے لیا گیا ہے۔ ہر روز جمعہ کو وہ ہم کو سنایا جاتا ہے۔ میں نے یہ سن کر سجدہ شکر کیا۔ سجدے میں خدا کی جانب سے مجھ کو یہ آواز آئی کہ اپنے پیروں کے نیچے دیکھو۔ میں نے نظر کی تو دیکھا کہ خانہ کعبہ بیت المعمور کے نیچے تھا کہ اگر میں کوئی چیز پھینکتا تو وہ کعبہ میں ہی گرتی۔ پھر مجھے آواز آئی کہ اے محمدؐ یہ حرم ہے اور تم پیغمبر محترم ہو۔ اور جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے ایک مثال اور ایک شبیہ رکھتا ہے۔ پھر ندا آئی کہ اپنے ہاتھ کھولو تا کہ وہ پانی تم کو ملے۔ جو عرش کے نیچے جاری ہے۔ یہ سن کر میں نے اپنا دھنا ہاتھ بڑھایا اور پانی لے لیا۔ اسی واسطے یہ سنت قائم ہوئی کہ پہلے آب وضو دھنے ہاتھ پر ڈالتے ہیں۔ پھر آواز آئی کہ اس پانی سے اپنا منہ دھوؤ تا کہ جب انوار عظمت وجلال کو دیکھو تو پاک ومطہر رہو۔ پھر اپنے داھنے اور بائیں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ۔ کیونکہ تم چاہتے ہو کہ میرے کلام کو اپنے ہاتھوں میں لو تو اس تری کے ساتھ جو تمہارے ہاتھوں میں ہو اور اپنے سر اور پیروں کا (ٹخنوں تک) مسح کرو۔ سر کا مسح اسلئے ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ رحمت کا ہاتھ تمہارے سر پر اور اپنی برکت تم پر جاری کروں۔ اور پیروں کا مسح اس لئے ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو ایسے مقامات پر بلند کروں کہ کسی شخص کے پاؤں وہاں نہیں پہنچے ہیں اور نہ تمہارے بعد کوئی وہاں تک پہنچے گا۔ یہ تھی علت اور وجہ وضو اور اذان ونماز کی۔ جو آنحضرتؐ کی امت کیلئے مقرر کی گئی۔ پھر خداوند عالم نے ندا کی یا محمدؐ حجر اسود کی جانب دیکھو جو تمہارے مقابل ہے۔ اور میرے حجابوں کی تعداد کے برابر میری بڑائی اور بزرگی کا اقرار کرو اور اللہ اکبر کہو۔ اسی وجہ

سے نماز سے پہلے سات تکبیریں کہنا مقرر ہوا ہے۔ کیونکہ حجابات بھی سات ہیں۔ اور جب آنحضرتؐ ایک مرتبہ اللہ اکبر کہتے تھے تو ایک حجاب طے کر لیتے تھے۔ جب تین حجابات طے کئے تو انوار الٰہی کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر پہنچے۔ پھر دو بار تکبیر کہی تو دو حجابات اور طے کئے اور ایک دوسرے نور کے دروازے پر پہنچے۔ جب دوبارہ پھر تکبیریں کہیں تو چھٹے اور ساتویں حجابات طے فرمائے۔ اور ایک دوسرے نور کے دروازے پر پہنچے۔ اس سبب سے مقرر ہوا کہ تین بار تکبیر افتتاح پیاپے کہیں اور دعا پڑھیں۔ پھر اور تکبیریں مسلسل کہیں اور دعائے توجہ پڑھیں جس طرح رسوؐل اللہ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے اذان و اقامت اور ساتوں آسمانوں کو کھولنے کیلئے اور عظمت وجلالت خالق کائنات کے حجابات کو طے کرنے کے وقت سات تکبیریں کہیں۔ اور مقام قرب وخطاب ذوالجلال و کریم تک پہنچے۔ کیونکہ نماز معراج مومن ہے۔ مومن کامل بھی جب ایسا عمل بجا لاتا ہے اور ساتوں تکبیریں کہتا ہے تو ظلمت وتاریکی کے حجابات جو گناہوں اور دنیاوی تعلقات کے سبب خدا کے اور اس کے درمیان حائل ہوتے ہیں اٹھ جاتے ہیں اور وہ بھی خدا کے مقام خطاب و قرب تک پہنچ جاتا ہے۔ غرض جب آنحضرتؐ حجابات نور طے کر کے مقام قرب وخطاب تک پہنچے تو خطاب احدیت ہوا کہ اے ہمارے حبیب اب تم میرے مقام قرب ووصال تک پہنچ گئے لہٰذا میرے نام سے ابتدا کرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔الخ‘‘

ہم نے حیات القلوب صفحہ 434 سے 450 تک مسلسل لکھا ہے اس آخری روایت میں پوری نماز کا ترتیب سے بیان ہوا ہے جو قارئین جانتے ہیں اسلئے ترک کر دی گئی ہے۔

(15/14) روایات کا نچوڑ آپ کے سامنے سے گزر رہا ہے

یہاں سے ہم اہم روایات کے اہم اور مفید مطلب جملے لکھیں گے۔

1۔ ’’پیغمبران گزشتہ آنحضرتؐ کی رسالت اور علیؑ وآئمہ اہلبیتؑ کی ولایت وامامت کی شرط

پر مبعوث ہوئے تھے۔''

2۔ ''علیؑ کا نام مجھ سے زیادہ آسمانوں میں مشہور ہے ایک فرشتہ علیؑ کی صورت پر آسمانوں میں موجود ہے۔''

3۔ ''ہر آسمان کے دروازے پر لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ علیؑ بن ابی طالبؑ امیر المومنین لکھا ہوا تھا، اور ہر حجاب خداوندی پر بھی یہی کلمہ لکھا ہوا تھا۔''

4۔ ''جن میں سب سے پہلے علیؑ ہیں اور سب سے آخری مہدیؑ ہیں۔ میں نے پوچھا کہ اے میرے پالنے والے کیا یہی میرے بعد میرے وصی ہونگے؟ ارشادِ رب العزت ہوا ہاں اے محمدؐ تمہارے بعد میرے بندوں پر یہ لوگ میرے دوست، اوصیاء، برگزیدہ اور میری حجت ہیں۔ اور یہی لوگ تمہارے وصی اور خلیفہ ہیں۔ اور تمہارے بعد بہترین خلق ہیں۔ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم کہ اپنے دین کو ان کے ذریعہ سے ظاہر کروں گا۔ اور اپنی باتیں ان کے ذریعہ سے بلند کروں گا۔ اُنؑ کے آخریؑ کے ذریعہ سے زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کروں گا۔ اور تمام روئے زمین کو اُسؑ کے قبضے اور تصرف میں دے دوں گا۔ ہوا کو اسؑ کا مسخر قرار دوں گا اور سخت بادلوں کو اس کا دلیل بناؤں گا۔ تاکہ وہؑ ان پر سوار ہو کر آسمان اور زمین میں جہاں چاہے آئے جائے اور اپنے لشکروں سے اسؑ کی مدد کروں گا۔ اور اپنے فرشتوں سے اسؑ کو تقویت پہنچاؤں گا۔ یہاں تک کہ میری دعوت بلند ہو اور تمام خلق میری یگانہ پرستی پر جمع ہو۔ غرض اسؑ کی بادشاہی دائم اور جاری رہے گی۔'' (صفحہ 466)

5۔ ''حبیب نخشبانی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر معلوم کی ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی o فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی o حضرتؑ نے فرمایا کہ اے حبیب اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرتؐ جب قرب معنوی کے ساتھ بارگاہ رب العزت سے نزدیک ہوئے تو بہت نزدیک ہوئے یہاں تک کہ دو نصف کمان کا فاصلہ تھا۔ یا اس سے بھی

کم اس وقت خدا نے اس مکانِ بلند میں حضرتؐ کو جو چاہا وحی فرمائی۔'' (صفحہ 468)

6۔ ''لوگوں نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ اللہ نے تم سے کس زبان میں باتیں کیں فرمایا علیؑ کے لہجے میں مجھ سے خطاب کیا۔ میں نے کہا پالنے والے تو مجھ سے ہم کلام ہے یا علیؑ باتیں کر رہے ہیں؟ آواز آئی کہ میں اشیا کی شبیہ نہیں ہوں اور نہ کوئی مثل مانند رکھتا ہوں۔ میں علیؑ کی زبان اور لہجہ میں اسلئے بات کر رہا ہوں تا کہ تمہارا دل مطمئن رہے۔'' (صفحہ 472)

7۔ ''اسی طرح میں سب آسمانوں سے گزرتا ہوا ساتویں آسمان پر پہنچا وہاں میں نے ایک عظیم آواز سنی۔ پوچھا یہ کیسی آواز ہے؟ کہا کہ یہ درخت طوبیٰ کی آواز ہے جو آپؐ کے شوق میں ایسی آوازیں بلند کر رہا ہے۔ وہاں مجھے سخت دہشت ہوئی۔ جبرئیل نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ ایسے مقام تک پہنچے ہیں جہاں کوئی مخلوق نہیں پہنچی۔ اپنے پروردگار کے قریب جایئے۔ اگر آپؐ کی ہمراہی کی برکت نہ ہوتی تو میں بھی یہاں تک نہ پہنچ سکتا تھا اور انوار جلال الٰہی سے میرے بال و پر جل جاتے۔ پھر میں نے توفیق رب العزت کے سبب عزت وجلال احدیت کی منزلوں کو طے کیا اور ستر پردے میرے سامنے سے ہٹائے گئے۔ پھر مجھ کو خداوند تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی اے محمدؐ جب میں نے یہ آواز سنی تو سجدے میں گر پڑا۔ اور کہا لبیک رب العزت لبیک۔ آواز آئی اے محمدؐ سر اُٹھاؤ جو کچھ تم چاہتے ہو مانگو میں عطا کروں گا اور جو سفارش چاہتے ہو کرو میں قبول کروں گا بیشک تم میرے حبیب ہو۔ میرے برگزیدہ ہو میری مخلوق پر میرے رسولؐ ہو اور میرے بندوں کے درمیان میرے امین ہو۔ جب کہ میری ساحتِ قرب میں آئے ہو تو اپنا جانشین کس کو بنایا ہے؟ میں نے عرض کی پالنے والے اس کو بنایا ہے جس کو تو مجھ سے بہتر پہچانتا ہے۔ وہ میرا بھائی ہے چچا کا بیٹا ہے۔ اس وقت خدا نے ندا کی کہ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہے کہ میں اپنی ذات پر اور تمہاری رسالت پر کسی کے ایمان کو قبول نہ کروں گا مگر اس کی امامتؑ اور ولایتؑ کے

ساتھ۔اے محمدؐ کیا چاہتے ہو کہ اس کو ملکوت آسمان میں دیکھو؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں پالنے والے۔تو ندا آئی سر اوپر اٹھاؤ۔میں نے سر اٹھایا تو ملائکہ مقربین کے ساتھ ملاء اعلیٰ میں علیؑ کو دیکھا۔اور بہت خوش و مسرور ہوا۔عرض کی پالنے والے میری آنکھیں روشن ہو گئیں۔'' (صفحہ 475)

8 ''جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا اور وہاں سے آگے بڑھا تمام فرشتے اور جبرئیل مجھ سے الگ ہو گئے ۔میں تنہا خدا کی توفیق سے حجابوں تک پہنچا اور سرا پردھائے عزت میں داخل ہوا ۔میں ایک حجاب سے دوسرے حجاب میں داخل ہوتا رہا۔حجاب عزت،حجاب قدرت،حجاب بہایا،حجاب کرامت،حجاب کبریا،حجاب عظمت،حجاب نور،حجاب وقار اور حجاب کمال ۔یہاں تک کہ خدا کی تائید وتوفیق اوراس کی قدرت سے ستر ہزار حجاب طے کئے پھر میں نے اقبال کے پروں سے حریم قدس میں پرواز کی اور حجاب جلال تک پہنچا اوراس خلوت خانہِ خاص میں بندگی کے قدموں سے کھڑا ہوا اور اپنے پروردگار سے مناجات کی خدا نے جو چاہا مجھ کو وحی فرمائی اور میں نے اپنے اور علیؑ کے واسطے جو کچھ طلب کیا خدا نے سب عطا فرمایا۔اور علیؑ کے شیعوں اور دوستوں کے حق میں مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا۔پھر خداوند جلیل نے مجھ کو ندا دی کہ اے محمدؐ میری خلق میں سب سے زیادہ کس کو دوست رکھتے ہو؟میں نے عرض کی پالنے والے اس کو دوست رکھتا ہوں جس کو تو خود دوست رکھتا ہے۔آواز آئی علیؑ کو دوست رکھو کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں اور جو شخص ان کو دوست رکھتا ہے اس کو بھی دوست رکھتا ہوں یہ سن کر میں سجدہ میں گر پڑا اور خدا کی تسبیح اور اس کا شکر ادا کیا۔پھر آواز آئی اے محمدؐ علیؑ میرے ولی ہیں۔خلق میں میرے برگزیدہ ہیں۔تمہارے بعد میں نے ان کو اختیار کیا ہے تا کہ وہ تمہارے بھائی،وصی،وزیر،برگزیدہ اور تمہارے جانشین ہوں اور آسمان پر تمہارے مددگار رہیں۔''(748-749)

(16) ۔ معراج الرسولؐ کی تمام روایات اور آیات پر ہماری آخری نظر اور فیصلہ

یہاں تک قارئین کرام نے شیعوں اور سُنیوں کے ریکارڈ سے چھوٹی بڑی اور مختصر اور مفصل تمام قسم کی روایات ملاحظہ کی ہیں۔ہم نے روایات کا یہ ڈھیر اسلئے لگایا ہے تا کہ علما کے قلم سے وہ تمام بیانات آجائیں جن کو وہ قریشی مزاج کے ماتحت خود بھی پسند نہیں کرتے تھے۔اور جو آنحضرت **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کے معراج کی تکمیل کرتے تھے۔ان علما میں سب سے زیادہ تکلف مودودی کے بیانات میں پایا جاتا ہے اور ان کے بعد بدعقیدگی محمد باقر مجلسی کے یہاں پائی جاتی ہے مگر ان دونوں کے قلم سے بھی کہیں کہیں حقیقت ٹپک گئی ہے معراج میں قریشی ذہنیت نے جبرئیلؑ کو بہت بڑی آڑ بنانے کی کوشش جاری رکھی اور یہی پہلو تھا جسے مذکورہ علما نے عموماً اور مجلسی نے خصوصاً استعمال کیا ہے مگر رفتہ رفتہ جبرئیل کا داخلہ باطل ثابت ہو گیا ان تمام روایات و بیانات میں بلا کسی اختلاف یہ مانا گیا ہے کہ جبرئیل سدرۃ المنتہٰی کے آس پاس رُک کر کہیں کھڑے ہو گئے تھے اور آگے بڑھنے پر جلا کر راکھ کر دینے کا خطرہ بیان کر دیا تھا۔اسکے بعد جبرئیل کا قصّہ تو ختم ہو جانا چاہیئے تھا۔لیکن فریب کاری یہ کی جاتی رہی کہ جبرئیل کو چور دروازے سے افق پر پہنچا دیا گیا پھر ''**دَنَا فَتَدَلّٰی**'' کا برقع اُڑھا کر اُسے لایا گیا۔پھر قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی دو کمانوں کے فاصلے پر لا کر کھڑا کر دیا گیا اور یہ فریب اتنا پھیلایا گیا کہ علما کے دلوں میں بیٹھ گیا اور اس فریب کو خدا کی یکتائی اور نا قابل دید ہونے نے خوب مضبوط کیا۔لوگ اگر جبرئیل کو نکالتے تھے تو فوراً اللہ سامنے آجاتا تھا اور ماننا پڑتا تھا کہ محمد مصطفٰی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے اللہ کو دیکھا تھا۔یہاں سے یہ آڑ لی گئی اور یہ بہانا دیا گیا کہ دل سے دیکھا تھا آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا۔لہٰذا مجبور ہو کر جنھوں نے جبرئیل کو سامنے سے ہٹایا بھی تو آنکھوں سے دیکھنے اور دل سے دیکھنے کی بحث میں الجھ گئے۔لیکن ہم کہتے ہیں کہ آپ قرآن نے جو کچھ فرمایا اس کو اختیار کر لیں اور

اپنی طرف سے کوئی بحث نہ نکالیں۔اگر قرآن کہتا ہے کہ دل سے دیکھا تھا تب ٹھیک کہتا ہے اگر وہ آنکھوں سے دیکھنا کہتا ہے تو ٹھیک کہتا ہے اُسے مان لو۔خود ساختہ گھریلو باتیں قرآن کے نام پر نا قابل قبول ہیں لہٰذا ہم چیلنج کرتے ہیں کہ معراج سے متعلق آیات (17/1) (53/1-18) میں کہیں نہ جبرئیل کا ذکر ہے نہ اس کی ضرورت ہے۔اور نہ ان آیات میں دل سے یا دل کی آنکھ سے دیکھنا مذکور ہے۔چونکہ ان آیات میں تصریح و تکرار کے ساتھ آنحضرتؐ کا دیکھنا ثابت ہے۔لہٰذا اگر قرآن پر ایمان رکھنا ہے تو ماننا پڑے گا کہ **محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نے اللہ کو دو بار دیکھا تھا۔اس بحث کی ان آیات میں گنجائش نہیں ہے کہ اللہ کو کیسے دیکھا جا سکتا ہے؟ اللہ نے بار بار کہا کہ دیکھا تھا لہٰذا مانو کہ دیکھا تھا۔اس بحث کی بھی گنجائش نہیں ہے کہ محمدؐ کی آنکھیں بھی ویسی ہی تھیں جیسی ابوجہل وغیرہ کی تھیں۔جب کہ ان آیات میں حضورؐ کی آنکھیں خاص قسم کی مذکور ہو چکی ہیں۔جن آنکھوں میں زاغ اور طغٰی کی گنجائش ہی نہ تھی اور جو آگے پیچھے اوپر نیچے سب طرف اور ہر حال میں دیکھنے والی آنکھیں تھیں اور عین اللہ تھیں۔اور مندرجہ بالا روایات میں ان آنکھوں کی خصوصیات بیان ہوتی رہی ہیں۔

(17)۔ کسی ایک مقام پر اور کسی ایک مکان میں اللہ کا ہونا اور دیکھا جانا علامہ مودودی سے سنتے چلیں

علامہ مودودی سے ایک آیت کا ترجمہ سنیئے "ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ (7/54) "پھر اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا۔" (تفہیم القرآن 2۔صفحہ 36) یہی عرش تھا جس پر روایات کی رو سے معراج میں حضورؐ کو بٹھایا گیا تھا، مودودی کو سنیئے:

علامہ مودودی کی تشریح عرش تخت حکومت

"41ے خدا کے استوٰی علَی العرش"، تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہونے کی تفصیلی

کیفیت کو سمجھنا ہمارے لئے مشکل ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق کے بعد کسی مقام کو اپنی اس لامحدود سلطنت کا مرکز قرار دے کر اپنی تجلیات کو وہاں مرتکز فرما دیا ہو اور اسی کا نام عرش ہو جہاں سے سارے عالم پر وجود اور قوت کا فیضان بھی ہو رہا ہو اور تدبیر امر بھی فرمائی جارہی ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ عرش سے مراد اقتدار فرماں روائی ہو اور اس پر جلوہ فرما ہونے سے مراد یہ ہو کہ اللہ نے کائنات کو پیدا کر کے اس کی زمام سلطنت اپنے ہاتھ میں لی۔'' (تفہیم القرآن جلد 2 صفحہ 36)

(18) اللہ کی تجلیات سے ہزار درجے بڑھ کر نور محمدیؐ ہے اللہ نے اپنے اسی نور کو عرش پر مُرتکز کیا تھا

مودودی صاحب کو بتا دو کہ اللہ نے کائنات کی تخلیق کے بعد اپنے نور کو ہی اپنے عرش پر مُرتکز کر کے جلوہ فرما کیا تھا اور کائنات کی زمامِ حکومت محمدؐ کے ہاتھوں میں دے دی تھی اور وہیں انہیں مجسم صورت میں بلایا تھا اور از سرِ نو کائناتی تعارف کے بعد انہیں عرش اور کائناتی حکومت سونپی گئی تھی۔ جب تم یہ مانتے ہو کہ اللہ اپنی تجلیات کو ایک محدود مقام پر مرکوز کر سکتا ہے تو تمہیں یہ تسلیم کرنے میں کوئی تکلیف و تکلف نہیں ہونا چاہیے کہ اللہ نے اپنے اس نور کو عرش پر مرتکز کر رکھا ہے۔ لہٰذا جسمانی معراج کی غرض و غایت واضح ہو جاتی ہے کہ انوار محمدی **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کو فرش سے عرش تک ہر مخلوق سے ملا کر متعارف کرا کر اور جسمانی بُعد اور دوئی کو درمیان سے ہٹا کر یہاں سے وہاں تک پوری کائنات کو اور کائناتی مخلوقات کو مسخر کرانے کی راہیں کھولنا مقصود تھیں تا کہ محمدؐ اور آل محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** نوعِ انسان کو جہاں تک مناسب اور ضروری ہو بلند کر سکیں اور کوئی عملی رکاوٹ درمیان میں حائل نہ رہے۔ یہ صورت حال جو اس سفر میں پیش آئی کہ آسمان کے ہر ہر دروازے پر جبرئیلؑ کو اپنا اور محمدؐ کا نام بتانا پڑا اور ہر فرشتے سے تعارف کرانا پڑا ان کا بدکنا اور گھبرانا دور کر کے سب

کو مانوس کرنا پڑا۔اڑ کر بھاگ جانے والے فرشتوں کو کوئی کلمہ پڑھ پڑھ کر بلانا پڑا۔آئندہ یہ اجنبیانہ صورتِ حال ختم ہونا چاہیے نور کے ساتھ مخلوط کر دیئے جانے کو نوعِ انسان کیلئے زیادہ سہولت کا باعث ہونا چاہیے تھا۔نورانیت کو جسمانی لباس پہنانا بھی انسانوں وغیرہ کیلئے سہولت کی غرض سے تھا۔تاکہ ان حضراتؑ کو آنکھوں سے دیکھ سکیں چھُو سکیں اختلاط اور پیار کر سکیں گود میں لے سکیں۔اگر اللہ نے یہ جسمانی لباس نہ پہنایا ہوتا تو مادی لطف و لذت سے محروم رہ جاتے۔یہ بہت بڑا انسانی نقصان ہوتا نوعِ انسان کے استفادے کیلئے انوار محمدؐ یہ کو اللہ نے طرح طرح کی دقتوں،آزمائشوں اور تکالیف میں سے گزارا ہے۔اور ان حضراتؐ نے بھی نوعِ انسان کی ترقی،مسرت اور آسودگی کیلئے تمام گوارا اور ناگوار حالات کو خوشنودی خدا کیلئے اختیار فرمایا ہے اور خود کو مشیّت کے سامان میں گھول گھول دیا ہے جس طرح اللہ نے انوار محمدؐی کو مادی وجسمانی لباس پہنانے میں اپنی قدرت کی پوری صناعی اور کاریگری کو ختم اور مکمل کر دیا تھا اسی طرح محمدؐ وآل محمدؐ نے اپنی اطاعت سے مادیّت میں گھل مل جانے میں ایسا کمال پیش کیا کہ انسانوں کی کثرت ان حضراؐت کو خالص بشر کہنے لگی اور اللہ اور یہ حضراؐت بھی سینہ ٹھوک کر خود کو ان جیسا بشر فرمانے لگے **قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ** اُن کے رسولوںؑ نے ان سے برملا کہہ دیا کہ ہم تمہارے ہی مثل بشر ہیں یہ دوسری بات ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے کوئی منّتی احسان کر دے (ابراھیم 14/11) مطلب واضح ہے کہ ہمارے ذمہ کوئی خدمت تھی جسے پورا کر دینے پر اللہ نے ہم پر احسان فرمایا ہے جس کے ہم شکر گزار ہیں اور خود کو بشر کہتے ہیں۔اور لوگوں کو یقین دلاتے ہیں کہ:

(19)۔ کیا آپ میں سے کسی کو لوگوں کے سامنے یہ کہنے کی ضرورت کبھی پیش آئی ہے کہ ''میں تم ایسا بشر ہوں۔''

ہم تم ہی ایسے بشر ہیں ۔دیکھتے بھالتے۔ساتھ چلتے پھرتے کھاتے پیتے۔ اولادیں پیدا کرتے اور پالتے ہوئے دیکھنے والوں سے اللہ نے کہلوایا کہ:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا O (کھف 18/110)

''اے رسولؐ ان سے کہہ دو کہ بلاشبہ میں تمہارے ہی ایسا بشر ہوں مجھ پر اللہ کی وحی آتی ہے چنانچہ تمہارا معبود تو تنہا ایک ہے جو کوئی اس سے ملاقات چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ نیک اعمال بجالاتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی ایک کو بھی شریک نہ کرے۔''

یعنی میں اس لئے تم ایسا بشر بنا ہوا ہوں کہ تمہاری بھی تمہارے پروردگار سے ملاقات کرا دوں ۔لہٰذا میرے بشر ہونے سے تمہاری ملاقات ممکن ہوگئی ہے ورنہ محروم رہتے ۔

(20)۔اللہ نے محمدؐ وآلِ محمدؐ سے دور رہنا پسند نہ کیا، اور خود کو خود ہی محدود قرار دے کر اپنے پیاروں میں آرہا

بہرحال انوارِ محمدؐ یہ نے جس شان سے اللہ کی دی ہوئی جسمانیت اور جسمانی ذمہ داریوں کو نبھایا اور پورا کیا اللہ نے بھی اپنی شان استغنائی کو بحال رکھتے ہوئے آسمانوں میں رہنا اختیار کرلیا۔سنیے اور قریشی توحید پرستوں کو بھی ان آیات کو سنایئے ارشاد ہوا ہے کہ:

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاکِبِهَا وَکُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ O ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ O اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْکُمْ حَاصِبًا فَسَتَعْلَمُوْنَ کَیْفَ نَذِیْرِ O

(سورہ ملک 67/15...17)

''اللہ وہی تو ہے جس نے اس زمین کوتمہارے سامنے فرماں بردار اور بے بس کر رکھا ہے تا کہ تم زمین کے سینے پر آزادی سے چلو پھرو اور زمین سے ملنے والے رزق کو کھاؤ اور سمجھ لو کہ تمہارا حشر ونشر اُسی کے حضور ہونا ہے۔ کیا تم لوگ اس ہستی سے بے خوف رہ سکتے ہو جو آسمانوں میں قیام پذیر ہے جو تمہیں زمین کے اندر دھنسا سکتا ہے اور یہ زمین جھکولے کھاتے ہوئی ڈانواںڈول ہوسکتی ہے کیا تم لوگ اس ہستی سے نڈر ہو سکتے ہو جو آسمانوں میں رہتی ہے اور تمہارے اوپر پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیج سکتا ہے اور تمہیں دکھا سکتا ہے کہ نذیر کی قدرت اور طاقت کتنی ہوتی ہے۔''

ان دونوں آیتوں (67/16-17) کو بار بار پڑھیں اور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ ایسی بے پناہ اور ہمہ گیر ہستی نے پے در پے خود کو آسمان میں رہنے والا کیوں قرار دیا ہے؟ صرف اسلئے کہ اللہ نے معراج میں انوار محمدؐیہ کو کائنات کی مرکزیت سونپ کر مستقل طور پر آسمانوں میں ان کی سلطنت واقتدار کو قائم کر دیا ہے، اور فرمایا تھا کہ:

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ O وَاٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ O (ابراھیم۔ 14/33-34)

''ہم نے چاند اور سورج کو تمہارا مطیع اور مسخر کر دیا ہے کہ اشاروں پر ناچتے رہیں اور دن رات کو تمہارا تابعدار بنا دیا اور تمہیں وہ سب کچھ عطا کر دیا جو جو کچھ بھی تم نے ہم سے طلب کیا تھا۔ اور اگر تم ان تمام نعمتوں کو اپنے شمار میں محدود کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے ہو، البتہ ان انسانوں نے بڑی بے انصافی اور ناشکری کی جن کے لئے تم نے یہ سب کچھ مانگا تھا۔''

اللہ کا یہ شکوہ عوام ہی سے نہیں ہے۔ خواص ہی زیرِ عتاب نہیں ہیں۔ یہاں تو سب سے زیادہ شکایت علما سے ہے جنھوں نے معراج کو تماشا بنائے رکھا ہے۔ نہ سنجیدگی سے

معراج کا مقصد سامنے رکھا نہ یہ سوچا کہ کروڑوں زمانوں تک عرش وکرسی وحجابہائے انوار میں رہنے والوں کو سماوات کی سیر کرانے کی کیا احتیاج تھی ۔اور اُن زمانوں میں کون سی ایسی آیت یا آیات بچ گئی ہوں گی جنہیں دکھانا ضروری تھا۔اور آیات دیکھ لینے کے بعد **محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** میں کیا فرق واضافہ ہو جائے گا؟اور وہ اضافہ نوعِ انسان کے لئے کیسے مفید ہوگا؟ معراج کے پورے بیانات کو شکوک وشبہات میں لپیٹ لپیٹ کر پڑھا جاتا رہا ہے۔قدم قدم پر یہ فکر رہی کہ کہیں ان آیات واحادیث میں خودساختہ تصورات مجروح نہ ہو جائیں۔خودساختہ توحید پر حرف نہ آجائے۔کہیں آنحضرت **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** ان کے کھینچے ہوئے دائروں سے باہر نہ نکل جائیں۔ بلاضرورت دماغ کے جنگل میں تلاش کر کے جبرئیل کو لایا گیا اُسے مار پیٹ کر آنحضرتؐ کا معلم بنایا گیا۔بار بار دیکھا گیا کہ جبرئیل معذرت کر رہا ہے۔کہتا ہے کہ آگے بڑھنے پر میں جل کر راکھ ہو جاؤں گا ۔حضورؐ کی درخواست پر بھی آگے بڑھنے کی جرأت نہیں کرتا رسولؐ اللہ تنہا روانہ ہو جاتے ہیں مگر ذرا دیر بعد کسی چور دروازے سے جبرئیل کو لا کر خدا کی جگہ کھڑا کر دیا جاتا ہے۔اور اُتھل پتھل کر کے جبرئیل کو اللہ بتا دیا جاتا ہے قدم قدم میں اعلان کر دیا جاتا ہے کہ کائنات کی تمام مخلوقات میں صرف جنّات اور انسان ہی صاحبان عقل وارادہ مخلوق ہیں۔فرشتے چلاتے ہیں کہ ہمیں اتنا ہی معلوم ہوتا ہے جتنا بتا دیا جاتا ہے ہم ازخود کچھ بھی معلوم نہیں کر سکتے مگر جبرئیل کو مکمل علم کا عالم بنا کر سامنے لایا جاتا ہے اور وہ مانے یا نہ مانے اسے پھنّے خان بنا دیا جاتا ہے۔رسولؐ کی آنکھوں کو اپنے ایسی آنکھوں سے دیکھ کر حیوانی آنکھ بنانے میں خیریت سمجھی جاتی ہے۔رسولؐ کو ستر ہزار نوری حجابات میں سے گزرتے ہوئے سنتے ہیں مگر اپنے مانند ایک خطا کار انسان سمجھنا نہیں چھوڑتے اس لئے اللہ نے اُن خبیثوں کو **لَظَلُومٌ كُفَّارٌ** فرمایا ہے۔ شیعہ علما نے حیات القلوب کی آخری روایت میں پڑھا ہے کہ ''علیؑ آسمان میں تمہارے مدد

گار ہیں۔'' مگر یہ لکھنے اور پڑھنے کے باوجود کیا وہ یہ ماننے کو تیار ہیں کہ علیؑ زمین پر رہتے ہوئے آسمانوں پر محمدؐ کے مددگار رہ سکتے ہیں؟ اور محمدؐ کو کس قسم کی مدد کی ضرورت پڑ سکتی ہے؟ اور جو آسمانوں پر محمد مصطفیٰ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** کی مدد کر سکتا ہے وہ باقی نوعِ انسان کی مدد کیوں نہ کر سکے گا؟ بہرحال قارئین پھر نوٹ کر لیں کہ محمد **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** اور انوار محمدیہ علیھم السلام ہر وقت ساری نوعِ انسان کے مددگار و مشکلکشا ہیں۔ ہماری ہر مشکل کو ایک اشارے سے حل کر سکتے ہیں۔ ہماری ہر دعا کو سنتے ہیں۔ اللہ نے انہیں وہ تمام اختیارات اور قدرتیں عطا کی ہیں جن کی اُن حضرات کو ہمارے لئے ضرورت تھی (14/33-34)۔ معراج ہماری ترقی کے لئے ہوئی تھی۔ سو دو سو مرتبہ نہیں بلکہ وہ تو رہتے ہی عروج و معراج میں تھے۔ ان کے چاہنے والوں کے لئے معراجیں ہوتی رہی ہیں اور آج بھی اُن کیلئے آسمان کے راستے کھلے ہوئے ہیں۔ کمی اس بات کی ہے کہ آپ منافقوں اور مجتہدین کے ساتھ وابستہ ہو گئے ہو اپنی محنتوں اور محبت کو ضائع کر رہے ہو۔ اُن پر لعنت بھیج کر الگ ہو جاؤ۔

والسلام، احسن

14 اپریل 1985